تقلید اور عمل بالحدیث

مصنفہ

نواب محسن الملک مولوی سید مہدی علیخان بہادر

جو

تہذیب الاخلاق سنہ ۱۲۸۸ھ میں چھاپا گیا تھا

اور

اب بطور رسالہ کے

حسب فرمایش جناب میر ولایت حسین صاحب آنریری منیجر بکڈپو مدرسۃ العلوم علیگڈہ

مطبع فیض عام علیگڈہ میں طبع ہوا

سنہ [illegible] ہجری مطابق سنہ ۱۹۰۰ء

تقلید اور عمل بالحدیث

مصنفہ

نواب محسن الملک مولوی سید مہدی علیخاں بہادر

جو

تہذیب الاخلاق سنہ ۱۲۸۸ھ میں چھاپا گیا تھا

اور

اب بطور رسالہ کے

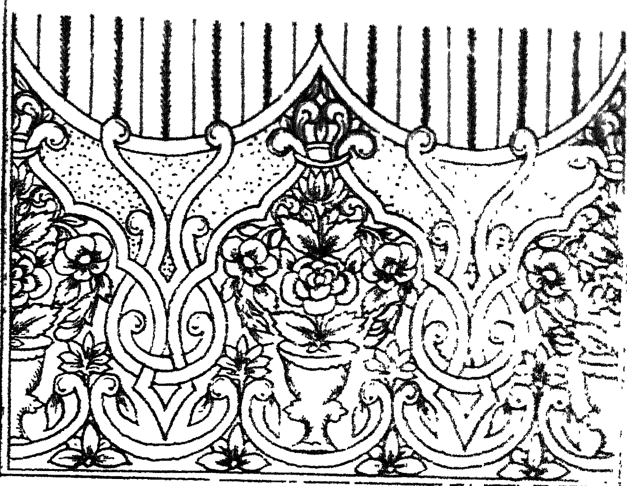
حسب فرمایش جناب میر ولایت حسین صاحب آنریری منیجر بک ڈپو مدرسۃ العلوم علیگڈہ

اور

علی محمد خان کے اہتمام سے

مطبع فیض عام علی گڈہ میں طبع ہوا

[illegible]



بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقلید اور عمل بالحدیث

تھوڑے دن ہوے کہ مین نے اپنے مذہب کے ایک بڑے محقق کے کلام سے اخذ کرکے ایک مضمون دین مین تحریف ہونے کا لکھا تھا اور وہ ایک پرچے مین تہذیب الاخلاق کے چھپا ہے اوس مین جہان ذکر تقلید کا تھا وہان مین نے وعدہ کیا تھا کہ اسکو آیندہ بہ تفصیل لکھونگا چنانچہ اب اوسکو لکھتا ہون۔

اس مضمون مین سات تذکرے ہین

اوّل - مذاہب اربعہ کے جاری ہونے سے پہلے زمانے کا حال ہے۔

دوسرے - مذاہب اربعہ کی بنیاد پڑنے کا زمانہ اور اوسکا سبب۔

تیسرے۔ ان چارون مذہب کی پابندی کامل طرح سے کب ہوئی۔

چوتھے۔ ان چارون مذہبون مین اختلاف ہونے کا باعث۔

پانچوین۔ اجتہاد اور عمل بالحدیث مین کیا فرق ہے۔

چھٹے۔ تقلید اور عمل بالحدیث پر مقلد اور غیر مقلد کا مباحثہ۔

ساتوین۔ قول فیصل بہ نسبت تقلید اور عمل بالحدیث کے۔

مذہب اربعہ کے جاری ہونے سے پہلے زمانے کا حال

پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنار کے عہد کرامت مہد مین سوائے قرآن مجید کے مسائل شریعت اور احادیث اور احکام کے جمع کرنے کا کسی کتاب یا نسخے مین رواج نہ تھا پس اوس وقت مین نہ کسی نے کوئی حدیث کی کتاب لکھی نہ فقہی مسائل یا شرعی احکام کو کسی صحابی نے جمع کیا نہ کسی علم کے اصول وقواعد اوس وقت مقرر ہوے اوس زمانے مین عمل کی یہہ صورت تھی کہ اصحاب نبوی جیسا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتا ہوا دیکھتے ویسا ہی خود کرتے اور ارکان اور آداب اور تدقیقات فقہی پر کچہہ توجہ نہ کرتے اور انکی تعلیم کی یہہ کیفیت تھی کہ جو کچہہ سرور کائنات علیہ التحیات والصلوات فرماتے یا کسی معاملے مین فتویٰ یا کسی سوال کا جواب دیتے تو اوسے حضرت کے اصحاب سُنتے اور یاد رکھتے اور چونکہ آنحضرت عادات اور مباحات اور سُنن عبادات مین اکثر ایک ہی امر کے پابند نہ رہتے اور مثل فرائض کے اونکا التزام نہ کرتے اور نیز ہر وقت اور ہر حال مین سب اصحاب بھی خدمت مین برابر حاضر نہ رہتے اس لیے جنے جو حضرت کو

کرتے ہوے دیکہا اُسے یاد کیا یا جو کچہہ ارشاد فرماتے سُنا اُسکی کوئی وجہ اور علت اپنے نزدیک سمجہہ لی اور صرف اطمینان قلبی پر نہ استدلال کے طریقون پر بہروسہ کرکے اوسے ذہن نشین کیا پس جو شخص صحابہ مین سے اُن باتون کے یاد رکہنے اور اوسپر غور کرنے کا زیادہ شائق تہا وہی اُن مین زیادہ فقیہہ ہوا یا جسنے پیغمبر خدا کی صحبت مین رہکر ان باتون کی زیادہ تعلیم پائی وہ بنسبت اورون کے زیادہ واقف ہوا۔

جب آنحضرت کا زمانہ گذرا اور اصحاب کا زمانہ آیا تب اُنہون نے اپنی دیکہی سُنی ہوئی باتون پر خود عمل کیا اور اگر کوئی بات جدید پیش آئی تو اَورون سے پوچہہ لیا اگر کسی بات مین کوئی حکم صریح کتاب وسنت سے نہ ملا تو منصوصات کتاب وسنت پر غور کیا اور اوسکی علت کو دریافت کرکے اُسی پر پیش آئے ہوے معاملے کو قیاس کیا اور اگر کوئی مسئلہ مشکل ہوا تو اپنے آپس مین صلاح ومشورہ کرکے اُسکو طے کرلیا۔

صحابہ کے زمانے مین جو لوگ نیے پیدا ہوے یا نیے ایمان لایے اُنہون نے صحابہ سے اُسی طور پر علم دین حاصل کیا جس طرح پر صحابہ نے آنحضرت سے سیکہا تہا یعنی جسنے جس صحابی کو پایا اور اوسے فقیہہ جانا اُس سے مسائل شریعت کو اخذ کیا اور احادیث نبوی کو سیکہا اور چونکہ بعد آنحضرت کے صحابہ دُور دُور ملکون مین پہیل گئے تہے اور بجاے ایک مکے یا مدینے کے صدہا کوس کے فاصلے پر چلے گئے تہے اور ایک دوسرے سے جدا ہو کر منتشر اور متفرق شہرون مین جا بسے تہے اس لیے اُس زمانے کے لوگون نے اپنے ہی شہر اور اپنے ہی ملک بلکہ اپنے ہی محلے کے

رہنے والے صحابی سے امور دینی کی تحقیق کی اور اونہین سے احادیث نبوی او مسائل
شرعی کو سیکھا اور چونکہ اکثر اصحاب نبوی فقیہ تھے اور نامی گرامی اصحاب بھی بڑے بڑے
شہرون مین موجود تھے اور ضروری مسائل بھی اُنکو یاد تھے اور جھگڑے قصے کی باتین
بھی اُس وقت تک شروع نہین اور نئی نئی تدقیقات اور جدید جدید مصطلحات کا بھی
رواج نہوا تھا اور علم بھی الفاظ غریبہ کی وقت اور اصطلاحات عجیبہ کی وحشت سے
پاک تھا اور فقیہ ہونا بھی دلائل منطقی کے جاننے اور اُصول فلسفی سے واقف ہونے
پر منحصر نہ تھا اس لیے اُس زمانے کے سیدھے سادے پاک و نیک لوگون کی
روزمرہ کی کارروائی اور حاجت براری کے لیے ہر شہر مین ایک عالم موجود تھا اور
بسبب نہ رائج ہونے مناظرہ اور مجادلہ اور کلام کے کوئی کسی پر کسی طرح کا الزام بھی نہ دیتا
تھا اور بسبب صفائی طینت اور پاکی نفس کے فضیلت اور تفقہ کا بھی اظہار کسیکو منظور
نہ تھا اس لیے تابعین مین سے جو لوگ عوام تھے وہ وقت پیش آنے ضرورت کے
اپنے شہر کے نامی مشہور صحابی سے مسئلے پوچھ لیا کرتے اور جو کچھ وہ کہہ دیتے
اُسپر عمل کرتے اور جو لوگ علم دین کے شائق تھے وہ اُنہین سے علم دین کو تحصیل
اور مسائل شریعت کی تحقیق کرتے پس جبکہ صحابہ کا زمانہ نرہا تو وہی لوگ اپنے اپنے شہر
کے عالم اور محدث ہو گئے اور وہی مفتی اور فقیہ مشہور ہوے۔

بعد تابعین کے جو زمانہ تبع تابعین کا آیا اُنہون نے بھی اسی طور سے اپنے
اپنے شہر کے مشہور اور نامی فقیہ سے جو تابعین مین سے تعلیم پائی اور حدیث کو سیکھا

پس اُس وقت مین ہر شہر کا ایک علیحدہ امام اور ہر مقام کا ایک خاص عالم اور فقیہہ تھا
جو لوگ اُسکی باتون کو مانتے یا اُس کے فتوون پر عمل کرتے یا اُسکی سند سے احادیث کو
روایت کرتے وہ اُسکی طرف منسوب ہوتے اور اُس عالم کے مذہب پر چلنے والے کہلاتے
تابعین کے وقت تک مذہب سے صرف لغوی معنی مراد لیے جاتے تھے نہ اصطلاحی
معنی جو آجکل لوگون کے ذہنون مین ہین اُسکی تخصیص بھی کسی خاص فرقے اور گروہ پر
نتھی بلکہ ہر شخص پر موافق اُسکی راے اور طریقے کے اس لفظ کا اطلاق ہوتا تھا چنانچہ
مذہب فلان کذا بجاے قوله یا عمله کذا کے بولا جاتا اور جو عالم نامی گرامی ہوتا وہ فقیہہ
اور امام کہلایا جاتا با این اعتبار اُسوقت مین مذہب بھی بہت سے تھے اور امام صاحب
مذہب بھی بہت سے اُسوقت کے مذہبون اور امامون کا حال بعینہ اپنے زمانہ کے
مولویون اور اُنکے عقائد اور اعمال کے حال پر قیاس کرنا چاہیے کہ جس شہر مین مشہور
مولوی ہے اُسی سے لوگ استفتا کرتے ہین اُسی سے علم سیکھتے ہین اُسکی باتون پر
عمل کرتے ہین اور اوسی کے فتوون پر چلتے ہین اور جس طرح پر آجکل ایک ملک کے
لوگ ایک ہی شہر کے مولوی یا ایک ہی عالم کے پابند نہین ہین بلکہ اپنے اپنے شہر کے
مولویون کی راہ پر چلتے ہین اسیطرح پر اُس زمانے مین تمام عرب وعجم کے لوگ کسی ایک
یا چند معین فقیہون کے پابند نہ تھے بلکہ ہر شہر کے آدمی اپنے اپنے فقیہہ اور مفتی اور محدث
کے قول پر عمل کرتے اور اوس سے فتوی لیتے اور علم سیکھتے غرض کہ جس طرح پر آجکل لکھنو
کے مولوی الگ ہین اور دہلی کے علیحدہ اور جونپور کے جُدے اسیطرح اُسوقت بھی مکہ

اور مدینہ اور بصرہ اور کوفہ کے فقیہون کی صورت تھی چنانچہ اُس زمانے مین مدینہ منورہ کے فقیہ اور صاحب مذہب سعید بن مسیب اور سالم بن عبداللہ بن عمر تھے اور بعد اُنکے زہری اور قاضی یحییٰ بن سعید اور ربیعہ بن عبدالرحمٰن ہوے اور مکے مین عطا ابی رباح اور کوفے مین ابراہیم نخعی اور شعبی اور بصرے مین حسن بصری اور یمن مین طاؤس بن کیسان اور شام مین مکحول امام اور مجتہد تھے یہہ صورت دوسری صدی کے اوسط تک یعنی ۱۴۳ھ تک قائم رہی اور لوگون نے مسائل شریعت مین کسی شخص معین کی کامل پابندی نکی مگر بعد اُسکے وہ زمانہ شروع ہوا جس مین ان مذاہب اربعہ کی بنیاد پڑی اور جس سے مذہب کے وہ اصطلاحی معنے قرار پاے جسیے مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب نے اپنی بعض تالیفات+ مین لکھا ہے کہ مذہب نام راہیست کہ بعض متقیان در شریعت کشادہ شوند و بعقل خود چند قاعدہ قرار دہند کہ موافق آن قواعد استنباط مسائل شرعیہ از ماخذ آن نماید۔

مذاہب اربعہ کی بنیاد پڑنیکا زمانہ اور اوسکے رائج ہونیکا سبب

تبع تابعین کے زمانے مین حدیث وفقہ کی تعلیم وتعلم کی صورت تو وہی تھی جو تابعین کی تھی لیکن اُسوقت مین بسبب کثرت مسلمانون کے اور شروع ہونے جھگڑے اور فساد کے اور جاہل ہوجانے خلفای وقت کے اور شایع ہونے جھوٹھ اور افترا کے اور واقع ہونے اختلاف کے تدارک نے لوگون کو مسائل کے جمع کرنے اور اصول وقواعد کے منضبط کرنے اور ارکان اور آداب عبادات کی تشریح کرنے اور اجتہاد اور استنباط اور انتخراج کے

+ تحفہ اثنا عشریہ

قاعدے ترتیب دینے پر راغب کیا اور اُسوقت کے نیک اور پاک لوگون کو حدیث اور فقہ کی تدوین کا شوق دیا چنانچہ دوسری صدی کے اوسط سے جس شہر مین جو نامی فقیہ اور عالم تھا اُس مین بعض بعض نے حدیث کی تالیف پر اور فقہ کی تدوین پر کمر باندہی اور مسائل کا جمع کرنا شروع کیا چنانچہ مکے مین ابن جریج اور ابن عینیہ نے اور مدینے مین امام مالک اور محمد بن عبد الرحمٰن ابن ابی ذہب نے اور کوفے مین ثوری نے اور بصرے مین ربیع ابن صبیح نے اول اول حدیث مین تالیف کی اور امام ابوحنیفہ اور امام مالک وغیرہ نے فقہ کی تدوین شروع کی۔

سب سے پہلے حنفی مذہب کی بنیاد پڑی اس لیے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ علیہ کو خدا نے اجتہاد اور استنباط مسائل اور استخراج فروعات کی ایک خاص قسم کی استعداد دی تھی اور وہ زہد اور ورع مین بھی کامل تھے پس اُنھون نے اپنے شہر کے امام و فقیہ ابراہیم نخعی کی احادیث اور اقوال اور روایات پر اپنے مذہب کی بنا قائم کی اور اُن ہی کے اُصول پر استخراج کرنا جزئیات مسائل کا شروع کیا چنانچہ یہ امر خوبی اُس شخص پر ظاہر ہے جس نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الآثار اور جامع عبد الرزاق اور مصنف ابی بکر ابن شیبہ کو دیکھا ہے اور پہر ابراہیم نخعی کے اقوال کو امام ابوحنیفہ رح کے مذہب سے ملایا ہو۔

غرض کہ جب امام ابوحنیفہ نے اس طور پر فقہ کی تدوین شروع کی تب لوگون نے اُنکی طرف رغبت کی اور اُنکے اُصول و فروع کو پسند کر کے اُسے سیکھا اور فقہاے کوفہ نے اُنکے اجتہاد کو قبول اور اُنکے استخراجی مسائل پر عمل کیا اور جب قاضی ابو یوسف اور

امام محمد رحمۃ اللہ علیہما سے دو شاگرد اونکے ہو گئے تب پہلے شاگرد کی امارت او قضا
کے سبب سے اور دوسرے شاگرد کے علم او تالیف کی برکت سے امام کا مذہب سارے
عراق اور خراسان اور ماوراء النہر مین پہیل گیا۔

حنفی مذہب کے بعد بنیاد مالکی مذہب کی پڑی کہ امام مالک حدیث اور فقہ او زہد
او پرہیزگاری مین بڑے مشہور تھے اور انکو احادیث نبوی بہت سی یاد تہین او وہ اوسکے
ضعف او قوت سے بھی بخوبی واقف تھے چنانچہ اُنہون نے نہایت عمدہ او صحیح او جامع
کتاب حدیث کی لکھی جسکا نام موطا ہے اُسکی نہایت اعلیٰ درجے پر پہونچی او ہزارون آدمیون
نے اُس وقت کے اُسکی سند امام مالک سے حاصل کی پس امام مالک کی اوس کتاب کی برکت
سے ایسا فائدہ لوگون نے پایا کہ جسکا کچھ بیان نہین ہو سکتا پس جہان جہان انکے اصحاب
او شاگرد پہونچے اور اونکی کتاب کو لوگون نے دیکھا اُنکے مذہب پر عمل کرنا شروع کیا یہ تو
اُنکے بعد اُنکے شاگردون نے اُنکے مذہب کے اصول او دلائل کو ترتیب دیا اور اونکی
کتاب کے شارح ہے کیے او اُنکے کلام او فتوون کی شرح کی یہانتک کہ آخر اُنکا بھی ایک
جدا مذہب قرار پایا او نواح مغرب کی طرف جہان اُنکے تلامذہ زیادہ ہوے مالکی مذہب پہیل گیا

ان دونون مذہبون کی بنیاد پڑ چکی تہی کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے اُنہون
نے دونون مذہب کے اصول و فروع کو دیکھکر او اونکے کلیات و جزئیات پر نظر کرکے اُن
باتون جو ان مذہبون مین ناقص تہین پورا کیا او نئی طرز سے اصول او قواعد کو ترتیب دیا۔
امام شافعی رح نے سب سے اول ایک کتاب اصول کی تالیف کی او اُس مین احادیث

مختلف کے جمع کرنے کے قاعدے مرتب کیے اور احادیث مرسل اور منقطع پر استناد کرنے کا
بغیر پائے جانے اُسکی شرائط کے التزام ترک کیا چنانچہ جو کچھ اُنھون نے حنفی اور مالکی مذہب
سے اختلاف کیا اکثر ان باتون مین تھا۔

اول۔ احادیث مرسل اور منقطع پر استناد نہ کرنا۔ امام شافعیؒ نے حنفیؒ اور مالکی مذہب والون کو بعض احادیث مرسل اور منقطع پر استناد کرتے ہوے دیکھکر یہہ اُصول قائم کیا کہ ایسی احادیث پر جبتک اُسکی شرائط پائی نہ جاوین سند نہ کی جاوے اِس لیے کہ طرق حدیث کے جمع کرنے سے بخوبی ظاہر ہوا کہ بعض احادیث مرسل محض بے اصل ہین اور بعض مُسند کے مخالف ہین۔

دوسرے۔ احادیث مختلفہ کے جمع کرنے کے اُصول قائم کرنا۔ امام شافعیؒ سے پہلے احادیث کی وہ کثرت نہ تھی جو اُنکے زمانے مین ہوئی اِس لیے کہ ہر شہر کے رہنے والے اپنے ہی شہر کے عالمون اور امامون سے احادیث کو اخذ کرتے اور اوسی کو روایت کرتے مگر جب اس علم کی تدوین شروع ہوئی اور لوگون نے ایک شہر سے دوسرے شہر مین جاکر احادیث کو سیکھا اور متفرق لوگون کو جو کچھ حدیثین یاد تھین اُن سے سُنا تو احادیث کی کثرت ہوگئی اور پھر اُن مین اختلاف بھی معلوم ہوا تو ضرور ہوا کہ اُس اختلاف کے رفع کرنے اور احادیث مختلفہ کے جمع کرنے کے قاعدے مقرر کیے جاوین چنانچہ اسی واسطے امام شافعیؒ نے ایک اصول کی کتاب تالیف کی۔

تیسرے۔ احادیث صحیحہ کے ترک کرنے سے پرہیز کرنا۔ پچھلے لوگون نے جن جن

بزرگون سے فقہ کو حاصل کیا اور جن کے اقوال پر اپنے مذہب کی بنا قائم کی انکو اسوقت تک بعض احادیث صحیحہ نہیں پہونچین اور انکو بسبب نہ معلوم ہونے ان احادیث کے جنسے مسائل بتصریح نکلتے تھے قیاس سے کام لینا پڑا پس جبکہ امام شافعیؒ نے دیکھا کہ بعض احادیث صحیحہ پر عمل کرنا پچھلے مذہبون مین مجبوری رہ گیا ہی تو امام شافعیؒ نے اس امر کو صاف بیان کیا کہ وقت مل جانے حدیث صحیح کے قیاس کو چھوڑ دینا اور حدیث صحیح پر عمل کرنا ضرور ہے اور اُنھون نے ثابت کیا کہ یہی طریقہ صحابہ اور تابعین کا تھا کہ وہ ہمیشہ احادیث کی جستجو کرتے جب کوئی حدیث نملتی تب استدلال اور قیاس سے کام لیتے اور اگر پیچھے اون کو حدیث پہونچ جاتی تو اُسی وقت قیاس کو چھوڑ دیتے اور عمل بالحدیث کرنے لگتے۔

اس بات سے کہ امام ابوحنیفہ یا امام مالک وغیرہ کو سب احادیث پر اطلاع نہین ہوئی درحقیقت اُنکی پاکی اور بزرگی اور علم پر کچھہ الزام نہین آتا اس لیے کہ اُسوقت تک وہ مادہ احادیث کا نہ تھا جو پیچھے کرکے امام شافعی کو ملا اور اوسکا عذر علماے محققین حنفیہ نے خود کیا ہے چنانچہ امام شعراوی لکھتے ہین کہ ان عذر ابی حنیفۃ فی کثرۃ القیاس عدم بلوغ الاحادث الصحیحۃ الیہ فی زمنہ یعنی امام ابوحنیفہ کا عذر کثرت قیاس مین یہہ ہے کہ سب احادیث صحیحہ اُنکو اُنکے وقت مین نہ پہونچین تھین اور علامہ احمد بن عبد السلام اپنی کتاب رفع الملام عن الائمۃ الاعلام مین لکھتے ہین کہ بہت سی حدیثین ایسی ہین جو کہ خود خلفای اربعہ رضی اللہ تعالی عنہم کو نہین پہونچین اور علاوہ اُنکے اور اصحاب اُنسے واقف ہوے

پس اگر بعد اُنکے کسی امام کو احادیث صحیحہ پر اطلاع نہین ہوئی تو کچھہ جاے تعجب نہین اور اس مضمون کو لکھکر علامۂ موصوف لکھتے ہین کہ فمن اعتقد ان کل حدیث صحیح قد بلغ کل واحد من الائمۃ او اماما معینا فہو مخطی خطاءً فاحشاً قبیحاً یعنی جسنے یہہ اعتقاد کیا کہ ساری صحیح حدیثین ہر ایک امام کو پہونچ گئین یا کوئی خاص امام اُن سب سے مطلع ہوا تو ایسا اعتقاد کرنیوالا کُھلی ہوئی نہایت قبیح خطا پر ہی اور یہہ بھی وہ لکھتے ہین کہ اگر کوئی کہے کہ کیونکر سب احادیث نبوی پر اطلاع نہین ہو سکتی تھی جب کہ احادیث کی تدوین ہو چکی تھی تو یہہ بھی بڑی غلطی ہی لان ہذہ الدواوین المشہورۃ فی السنن انما جمعت بعد انقراض الائمۃ المتبوعین اس لیے کہ یہ کتابین مشہور بعد گذرنے اُن اماموں کے مدون ہوئی ہین جن کی لوگ تقلید کرتے ہین اور یہہ کہہ دینا مقلدین کا کہ ہر مسئلہ مین ہمارے امام کے پاس ایک حدیث تھی اور ایک خاص دلیل وان لم نعرفہ ونعتقدہ یعنی گو ہم اُس کو نہین جانتے حقیقت مین ایسا جواب ہی جس کو سفسطہ محض اور جہالت قبیح کے سوا کچھہ نہین کہہ سکتے۔

اور مقدمہ منہج کے باب تبری الائمۃ من اقوالہم اذا خالف الشریعۃ مین امام شعراوی نے صاف لکھدیا ہی کہ لو عاش ابو حنیفۃ الی تصحیح الاحادیث لترک القیاس یعنی امام ابو حنیفہ اتنی زندگی پاتے کہ تصحیح حدیث کر سکتے تو ضرور وہ قیاس کو چھوڑ دیتے۔

غرض کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اُن مسائل مین قیاس کو جن مین بسبب نہ پانے حدیث کے اگلے اماموں نے اجتہاد کیا تھا چھوڑ دیا اور صرف حدیث پر عمل کیا۔

چوتھے - اقوال صحابہ پر بوجہ مخالفت حدیث کے استدلال نکرنا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے وقت مین صحابہ کے اقوال بہی لوگون نے جمع کر لیے تہے اور وہ باہم مختلف تھے اور بعض بعض احادیث صحیح کے مخالف تہے اس لیے امام شافعی نے اُنکے اقوال پر بعد پانے حدیث صحیح کے استدلال کرنے کو ترک کیا اور صاف کہہ دیا کہ ھم رجال ونحن رجال کہ وہ بہی آدمی تھے اور ہم بہی آدمی ہین اُنسے غلطی ہوسکتی تہی پس بعد پانے حدیث کے اُنکے اجتہاد پر عمل کرنا ضرور نہین بلکہ اوسکا ترک کرنا اور حدیث پر عمل کرنا ضرور اور لازم ہی کما قال شارح سفر السعادۃ ابوحنیفہ تقلید صحابی را در آنچہ صحابی باختیار خود گوید واجب داند و شافعی گوید ھم رجال ونحن رجال ما وایشان در اجتہاد برابریم وہمہ مجتہدانیم مجتہد را تقلید مجتہد دیگر نرسد۔

پانچوین - راے اور قیاس مین تمیز کرنا امام شافعیؒ کے وقت مین اکثر لوگ ایسے تہے جو اجتہاد مین راے کو دخل دیتے اور اُسی کو وہ قیاس سمجتے جو شرعاً جائز ہی حالانکہ قیاس جو شرعاً جائز ہی اور جو صحابہ اور تابعین مین جاری تہا وہ صرف یہہ ہے کہ کسی حکم منصوص سے اُسکی علت نکالنا اور جس مین وہ علت پائی جاوے اُسپر اُسی حکم کو قائم کرنا مثلاً خدا کی کتاب مین شراب کی حرمت مذکور ہے نہ کسی اور مسکرات کی تو حرمت شراب کی حکم منصوص ہی اور نشہ اُسکی حرمت کی علت[+] ہے پس جس چیز مین وہ علت پائی جاوے یعنی نشہ اُسپر حرمت کا حکم قائم کرنا حقیقت مین قیاس ہی اور راے یہہ ہے کہ کسی تراشی ہوئی بات کو اُصول مین قائم

+ مگر ضرور ہے کہ اس علت کا علت ہونا بہی نص سے ثابت ہوا ہو نہ کسی انسان کی عقل سے۔

کیا اور اُسی کو علت حرمت وحلت کی بنانا مثلاً مظنہ حرج یا مصلحت عام کو کسی حکم کی علت ٹھہرانا پس ایسے قیاس کو جو کہ درحقیقت راے ہے امام شافعیؒ نے ترک کیا اور صاف کہدیا کہ من استحسن فانہ ارادان یکون شارعاً کہ جو قیاس استحسان کو شریعت مین دخل دیتا ہے وہ دراصل اپنے آپ کو صاحب شریعت بنایا چاہتا ہے۔

غرض کہ یہہ چند کہلی ہوئی اور صاف باتین ہین جس سے امام شافعیؒ نے اپنے پچھلے ائمہ سے اختلاف کیا اور بیچ کے ذریعے اور واسطے چھوڑ کر اصل ماخذ سے فقہ کو لیا اور کتاب وسنت ہی پر مدار اپنے مذہب کا رکھا اور کسی خاص شہر کے عالم یا کسی معین قوم کے فقیہ کے اقوال واُصول پر اپنے اجتہاد کی بنا قائم نہ کی اور حقیقت مین یہہ طریقہ اُن کا نہایت ہی اچھا تھا لوگون کو حد سے زیادہ پسند ہوا اور بڑے بڑے فقہا اور محدثین نے اُن کے مذہب کی خوبی پر اقرار کیا اور اسکو اختیار فرمایا اور اس طور سے بعد چندے مذہب شافعیؒ رائج ہوا۔

جو کیفیت حنفی اور مالکی اور شافعی مذہب کی بنیاد کی ہوئی قریب قریب اُسی کے امام احمد بن حنبل کے مذہب کی بنیاد پڑنے کی ہے۔

اس سلسل مختصر بیان سے سمجھنے والے کو نہ صرف یہہ بات معلوم ہو سکتی ہے کہ بنیاد ان چارون مذاہب کی کب اور کیونکر پڑی بلکہ یہہ بھی ثابت ہو سکتا ہے کہ کسی نے منجملہ ان چارون امام کے اپنے مذہب کو لوگون کی تقلید کے لیے نہین بنایا اور اپنے آپ کو صاحب مذہب کہلانے کے لیے اجتہاد اور استنباط نہین کیا بلکہ اُنہون نے

صرف اپنی ذات کے لیے اجتہاد کیا اور اپنے دین کے شوق مین فقہ کو تدوین کیا
کسی نے اُن مین سے یہ نیت نہین کی کہ ہم مقتدا بنین اور ہم کوئی خاص مذہب ٹھہرائین
اور لوگون کو اُسپر راغب کر کے کچھ شہرت یا عزت حاصل کرین اُن بزرگونکی نیت ایسی کدورتون
سے بالکل پاک اور اُنکے دل ایسے خطرات سے بالکل صاف تھے انکو سوا اپنے
ذاتی فائدے کے کوئی دوسری غرض نہ تھی اسی واسطے اپنی تقلید سے منع کرتے رہتے
اور جب کوئی خلیفہ اور بادشاہ اُنکی تالیفات کو لوگونکے عمل کرنے کے لیے مشتہر کرنا چاہتا
وہ منع کر دیتے چنانچہ لوائح الانوار القدسیہ مین لکھا ہے کہ واعلم ان ما علمہ المجتہدون
من الکتاب والسنۃ انما کان لانفسھم لا للخلق ای لا لان کل مجتھد یوجب
تقلید نفسہ علی کل فرد من افراد العالم بل من الائمہ من نھی عن تقلید
نفسہ وامر بتحصیل رتبۃ النظر۔

پس وہ اثر جو اُن بزرگونکی نیک طبیعت اور پاک طینت کا ہمارے دلون پر ہوتا ہی
وہ یہی ہے کہ وہ خود متبوع اور صاحب شریعت بننے کا قصد نہ کرتے تھے اور اپنے اجتہاد
اور استنباط کو سارے جہان کے لوگون سے قبول کرانے کا شوق نہ رکھتے تھے بلکہ جہان تک
اُنسے اپنی ذات کی بھلائی اور لوگون کے نفع کے واسطے ہو سکتا تھا وہ احادیث نبوی اور
اقوال فقہا سے مسائل کو استخراج کرتے اور لوگون کی ضرورت اور حاجت کو رفع کرتے
اور صاف صاف کہہ دیا کرتے کہ اگر کوئی مسئلہ اور کوئی جزئیہ ہمارا حدیث کے خلاف پاؤ
یا کسی قیاس اور راے کو ہماری کتاب وسنت کے برخلاف دیکھو اُسے ہرگز نہ مانو اور

اُس پر عمل کرنے کو حرام سمجھو۔

گرچہ اسنے اپنے قانون قدرت مین یہہ قاعدہ رکھہ دیا ہے کہ ہر شے آہستہ آہستہ شروع ہوتی ہے اور تہوڑی تہوڑی بڑہتی ہے جب اُسکی ترقی پورے درجے پر اور اپنی معین حد پر پہونچ جاتی ہے تب اُسکی ترقی رک جاتی ہے اور گھٹنے لگتی ہے اور پہر درجہ بدرجہ اُسمین خرابی آتی جاتی ہے یہان تک کہ آخر سواے لفظون کے کچہ حقیقت اُس شے کی باقی نہین رہتی اور بجز نام کے کوئی خوبی اُس مین پائی نہین جاتی پس اسی قاعدے کا اثر ان مذاہب پر ہوا کہ اول تو آہستہ آہستہ ائمہ دین نے فقہ اور حدیث کو جمع کیا اور اجتہاد اور استخراج کو درجہ بدرجہ کمال پر پہونچایا اور اپنی نیتّون کو پاک اور اپنے ارادون کو نیک رکھا اور پہر آخر لوگون نے تحقیق اور تنقیح کو چہوڑ دیا اور جس امر کا دعویٰ اُن امامون نے خود نہین کیا اُسے اُنکی طرف منسوب کیا اور اُن کو مثل صاحب الشریعت کے صاحب مذہب بنا دیا اور اُن کو معصوم اور محفوظ عن الخطا سمجہہ کر اُنکی باتونکے سامنے اصل صاحب الوحی کے قولون پر تمسک کرنا چہوڑ دیا یہان تک کہ آخر اپنے آپ کو پیغمبر سے نسبت کرنا بھی زمانہ سے اُٹھہ گیا اور بجاے محمّدی اور احمدی کے حنفی اور شافعی کہنے پر مذہب کا مدار آگیا اور پہر جیسا زمانہ گذرتا گیا اور دین مین تبدل ہوتا گیا اتنی ہی یہہ خرابی بڑہتی اور دین و مذہب کی حقیقت چہپتی گئی یہان تک کہ اب جس زمانے مین ہمکو خدا نے پیدا کیا ہے اور جس مین شاد و ناشاد زندگی کے دن کاٹتے ہین کسی امام کے مذہب کو ترک کرنا یا اسکے قول کو نہ ماننا اسلام سے پہرنا اور نبی کے کلام کا انکار کرنا سمجھا جاتا ہے اور تحقیق

کا نام لینے والا اور کتاب وسنت پر عمل کرنیوالا بدعتی اور فاسق اور دشمن اسلام کا تصور کیا جاتا ہے۔

چونکہ ہم اجتہاد کی ترقی کے زمانے کو بیان کر چکے اور مذہب اربعہ کی بنیاد پڑنے کے زمانے اور سبب کو بھی لکھ چکے اس لیے اب ہم اُس کے تنزل کے زمانے کو اور اُس کے وجوہ کو لکھتے ہیں۔

چارون مذہب کی پابندی کامل طرح سے جاری ہونے اور اجتہاد ترک کرنے کے زمانے اور سبب کا بیان

تواریخ اور کتابون کے دیکھنے سے یہ بات بخوبی ظاہر ہوتی ہے کہ اگرچہ تقلید کی بنیاد دوسری صدی کے اوسط سے شروع ہوئی لیکن تیسری صدی تک پوری پوری جاری نہوئی اور چوتھی صدی سے پہلے کسی ایک معین مذہب پر کامل تقلید لوگون نے اختیار نکی چنانچہ ابوطالب مکی نے قوت القلوب مین لکھا ہے کہ چوتھی صدی سے پہلے مذاہب اربعہ کی تقلید کا کامل طرح سے رواج نتھا اور حنفی شافعی کہلائے جانیکا بہت زور شور نتھا۔

اس موقع پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ لوگ مسائل شرعی کس طرح تحصیل کرتے تھے اور فقہ کو کس طرح سیکھتے اور اسپر کیونکر عمل کرتے تھے اس لیے ہم اوسکا جواب دیتے ہین کہ اُسوقت تک جو لوگ تھے وہ دو حال سے خالی نتھے یا ذی علم تھے یا جاہل پس جو لوگ جاہل تھے وہ اپنے گھر مین روزہ نماز وغیرہ عبادت کے مسئلے سیکھتے اور اُسپر عمل کرتے اگر ضرورت کسی مسئلے کے پوچھنے کی یا فتوے کے لینے کی ہوتی تو جس عالم کو وہ افضل

اور بہتہ جانتے اُس سے پوچہہ لیتے اور اُسکی بات پر عمل کرتے بلالحاظ اسکے کہ وہ عالم حنفی ہوتا یا شافعی یا مجتہد اور جو لوگ خود ذی علم تھے اُنکی دو صورتین تہین بعضے اہل حدیث تھے بعضے صاحب اجتہاد جو اہل حدیث تھے اُن کا طریقہ یہہ تہا کہ وہ کتاب آلہی اور احادیث نبوی اور آثار صحابہ پر عمل کرتے اور اگر کسی مسئلے مین ضرورت ہوتی تو کسی فقیہہ کے کلام پر رجوع کرتے خواہ وہ فقیہہ مدنی ہوتا یا مکی کوفی ہوتا یا بصری اور جو صاحب اجتہاد تھے وہ اجتہاد اور تخریج کرتے اور اُصول اور قواعد کُلیہ کو پیش نظر رکھکر اُسی سے فروعات کا استنباط کرتے پس اگر وہ اُصول پہلے سے کسی خاص امام یا اُسکے فرقہ کے ساتھہ مخصوص ہوتے تو لوگ اُس مجتہد کو بھی اُسی امام کی طرف منسوب کرتے اور اس مجتہد کو بہی اُن اُصول کا پابند یا کر شافعی یا حنفی سمجھتے۔

یہ صورت تیسری صدی کے اخیر تک قائم رہی اُسوقت تک نہ عمل بالحدیث پر کوئی طعنہ کرتا نہ اجتہاد پر الزام دیتا مگر جب جہالت کا زور ہوا اور اختلاف اُمت مین پڑگیا اور طبیعتون سے تحقیق کا مزہ جاتا رہا اور صاحب شریعت تک واسطے در واسطے ہوگئے تب چوتھی صدی مین لوگون نے سیدہا رستہ چھوڑ دیا اور دائین بائین چلنا شروع کیا اور سلاطین کے سامنے مناظرے اور مجادلے مین اپنے ہمسرون پر غالب ہونے کا شوق پیدا ہوا علم کو دنیا کی تحصیل کا ذریعہ گردانا اپنی ناموری اور عزت اور شہرت کے لیے اُن مسائل کو جن مین نہایت نیک نیتی کے سبب سے باہم ائمہ اربعہ کے اختلاف ہوا تھا ذریعہ بحث کا بنایا اور اپنے اپنے امامون کے اقوال کو نہ صرف اس وجہہ سے کہ حقیقت مین

وہ ان ہی کو صحیح اور دوسرے کو غلط جانتے تھے مثل کتاب وسنت کے مستند گردانا بلکہ
اس لحاظ سے کہ وہ خود اُس مذہب سے منسوب تھے اور اُس امام کے مقلد کہلاے جاتے تھے
اُن اقوال کے اثبات کو اپنی غزارت علم کے اظہار کا سبب تصور کیا تاکہ لوگون کو یہہ معلوم
ہو کہ یہہ ایسے بڑے مولوی او فقیہہ ہین کہ جن باتون پر یہ عمل کرتے ہین اور جن قولون کو یہہ
واجب العمل جانتے ہین وہی صحیح اور درست ہین اور اونکے پاس بہت سی دلیلین اُسکے
اثبات پر موجود ہین اور اس سے اُنکے علم اور تفقہ کی شہرت ہو اور جب ایسے لوگون نے اپنی
اپنی تقریر اور تحریر کے زور سے اور اپنی فصاحت اور بلاغت کے بھروسے پر ایک ٹیڑا قائم
کر لیا اور اپنے ہمعصرون سے اُن باتون مین مباحثہ اور مناظرہ شروع کر دیا اور بڑے بادشاہون
اور امیرون کی مجلسون مین اُسکی بحثین ہونے لگین تو تعصب نے اُنکی آنکھون کو اندھا کر دیا
اور غرور نے اُنکے دلون سے نیک نیتی اور صفاے طینت کو نکال لیا اپنے دل مین اپنے
قول اور اپنے عقیدے کی سقاہت پر قائل ہو جاتے مگر زبان سے اقرار نہ کرتے اور
اُس سے پھرنے کو اپنی ہتک سمجھتے اور جان بوجھکر کتاب اور سنت کو چھوڑ کر اپنی بات پر قائم
رہتے اور پوچ دلیلون اور بیہودہ اور خرافات باتون اور ضعیف سندون سے اُسی کے
ثابت کرنے پر قائم رہتے اور اُسی کو استقلال اور صلابت فی الدین اور غزارت علم سمجھکر
ابطال حق اور احقاق باطل کر کے بمقتضاے اخترت النار علی العار دنیا کی شرم کو عاقبت
کی شرم پر اختیار کرتے چنانچہ اسیوقت مین ایک ایک عقیدے پر سو سو ورق کی کتابین
تالیف ہو گئین اور ایک ایک فقہی مسئلے پر ہزار ہزار صفحے سیاہ ہو گئے فقہ اور حکمت اور

علوم کی جنکی حقیقت تو باقی رہی اُسکے نامون پر مدار دین کا آگیا اور مباحثات اور مناظرات
کا نام استنباط دقائق شرع رکھا گیا تالیفات اور تحریرات کی وہ کثرت ہوئی کہ ہر جاہل صاحب
تالیف اور ہر عامی صاحب تصنیف بن گیا اور ایک ایک دنیا طلب مولوی اپنے آپ کو
عالم ربانی سمجھنے لگا فقہ کے مسئلون اور علم کلام کے فرضی عقیدون کے اثبات کا نام اعلائے
کلمۃ اللہ ہوگیا یہانتک نوبت پہونچی کہ جو بڑا بکنے والا ہوتا اُسی کو لوگ بڑا مولوی سمجھتے جو
سب سے زیادہ خوش گپ ہوتا اُسیکو لوگ عمدہ واعظ جانتے جو لڑنے جھگڑنے مین خوب
مشاق ہوتا وہی محقق کہلایا جاتا جو نہایت فضول اور لغو ہوتا وہی جامع منقول سمجھا جاتا
جیسا کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیا مین فرماتے ہین فصار یسمی المجادل المتکلم عالما
والقاص المزخرف کلامہ بالعبارات المسجعۃ عالما ھکذا اضعف الدین فی
قرون سالفۃ فکیف الظن بزمانک ھذا وقد انتھی الامر الی ان مظھر الانکار یستھدف
لنسبۃ الی الجنون فالاولی ان یشتغل الانسان بنفسہ ویسکت یعنی جو شخص جھگڑنے والا
بڑی بات چیت کرنیوالا ہوتا اُسی کو لوگ عالم جانتے اور جو بیہودہ قصے کہنے والا اور مزخرفات
بکنے والا ہوتا اُسی کو سب مولوی سمجھتے پس جبکہ پچھلے امامون مین دین ایسا ضعیف ہوگیا تو
اب اس زمانے کا حال کیا بیان کیا جاوے کہ اب تو وہ زمانہ آگیا ہے کہ جو ان مولویون اور
عالمون کی باتون کو نہ ملنے وہی تیر ملامت کا نشانہ ہوتا ہے اور جو حق بات زبان پر لاوے
وہی مجنون اور دیوانہ ٹھہرتا ہے پس انسان سوائے اس کے کیا کرے کہ اپنا کام کرے
اور چُپ چاپ رہے۔

غرض کہ اسی زمانے مین تقلید کی جڑ مضبوط ہوگئی اور وہ چیونٹی کی سی چال تقلید کی
جو لوگون کے دلون مین دوسری صدی سے شروع ہوئی تھی چوتھی صدی مین پوری ہوگئی
اور سواے چند علماے ربانی کے سبکے دلون مین کامل طرح سے اُس نے جگہہ کرلی -

ہمارے اس بیان سے غور کرنے والے کو تقلید پر پورے طور پر عمل کرنے کا سبب
تو بخوبی ظاہر ہو سکتا ہے لیکن ہم اس امر کو کہ تقلید نے کتاب و سنت پر استناد کرنے کا طرز
پسندیدہ کیون متروک کرادیا اور بجاے قال اللہ اور قال الرسول کے قال زید و قال
عمرو کیون رائج کیا چند لفظون مین بیان کرتے ہین سبب اسکا یہہ ہے کہ جب علما اور فقہا باہم
بحث کرنے لگے اور اپنی سخن پروری اور نفسانیت کے سبب سے اورون پر حق ناحق غلبہ
پانے کے شائق ہوے اور ایک دوسرے کو حسد کی نظر سے دیکھنے لگے اور لوگ اُسی سے
رجوع کرنے کے عادی ہو گئے جو کہ وقت مباحثے کے غالب رہتا اور اپنی طرف مقابل
کو ہرا دیتا تو اُسوقت مباحثہ اور مناظرہ کی کثرت ہوئی اور سواے شاذ و نادر نیک پاک
لوگون کے ایک نے دوسرے کے کلام کی تردید شروع کی یہانتک کہ ایک عالم دوسرے
کے فتوے کو رد کرتا اور ایک فقیہہ دوسرے کی بات کو کاٹ دیتا اور چونکہ اسکے لیے ضرورت
کسی دلیل و برہان کی ہوتی پس فقہ اور دین مین سواے نقل صرف عقلی دلیل کافی نہ تھی
اور بغیر کسی سند اور قول کے بات نہ بنتی تھی پس دلائل و برہان کی جستجو کرنی پڑی اور اپنی اپنی
باتون پر سند لانے کی حاجت ہوئی جب ان لوگون نے کتاب و سنت پر توجہ کی تو کوئی
دلیل ایسی کہ جو صرف اُنکی بات کو ثابت اور دوسرے کے قول کو رد کرے نہ ملی تو اپنے

اپنے بزرگون اور فقیہون اور شیوخ کے قولون ہی کو سند لانا شروع کیا اور صرف اپنے
اپنے فرقے کے نامی نامی عالمون کے اقوال و اعمال کو حجت گردانا پس جب کسی ایک فریق
نے کتاب وسنت کو چھوڑکر غیر معصوم کے کلام یا عمل کو دلیل مین پیش کیا تو دوسرے فریق نے
بھی یہی طرز اڑایا اور مضمون الکیل بالکیل اور کما تدین وتدان کا ادا کیا اُس نے بھی
اپنے قول کی سند مین عالمون اور مولویون کی باتون ہی کو پیش کیا پس اس طرز جدید کے
شروع ہونے ہی کی دیر تھی کہ مثل تیز باروت کے جسمین آگ لگنے ہی کی دیر ہوتی ہے
نہ اٹھنے اور اڑانے کی اُسکا اثر ساری طبیعتون پر ہوگیا اور تھوڑے ہی عرصے مین از
شرق تا غرب یہہ طریقہ جاری ہوگیا اس دین ومذہب کے خراب و بدنام کرنیوالے طریقے
کا صرف یہی بد اثر نہین ہوا کہ لوگون نے علما وفقہا کے اقوال کو مستند گردانا بلکہ چند ہی
روز مین اُسکا یہہ برا نتیجہ ظاہر ہوا کہ لوگون نے اگلے علما وفقہا پر تہمت کرنا شروع کیا اور جو بات
اُنھون نے اپنی زبان سے نہین نکالی اور جو چیز انکے دل مین بھی نہین آئی اُسکو اُنکی طرف
منسوب کردیا اور اپنی بات قائم رکھنے اور حریف پر عیاری اور فریب سے غالب ہونے پر
اقاویل باطلہ اور اسناد کاذبہ کا نقل کرنا شروع کیا۔

چنانچہ ایک مجلس مین امام احمد حنبل گئے وہان دیکھا کہ ایک شخص لقبید اسما ایک امر کو
اونکی طرف منسوب کر رہا ہی اور عن فلان عن فلان لکھکر خاتمہ اُسکا اُن تک کر رہا ہی وہ یہہ سُنکر
غرق حیرت ہوے اور خاموش رہ گئے آخرش اُنسے نہ رہا گیا اور اُس شخص سے کہا کہ مین
احمد حنبل ہون مین نے یہہ بات نہین کہی اُس عیار کی چالاکی قابل آفرین کے ہے کہ

اُسی وقت اپنی بات قائم رکھنے اور جھوٹھ چھپانے کے لیے کہا کہ تم بڑے احمق ہو کیا تمھی اکیلے احمد حنبل ہو دوسرا اس نام کا نہین ہے وہ احمد حنبل جس سے مین روایت کرتا ہون دوسرے ہین۔

پس جس طرح سے اُس زمانے مین جبکہ حدیث پر لوگون کی نہایت توجہ او اُسکی سند اور دلیل لائی جاتی تہی بد باطنون اور خبیث طبیعتون نے جھوٹی حدیثین بنا لین اور موضوع احادیث کو صاحب الشریعت کی طرف منسوب کیا اسی طرح سے اس زمانے مین جب علما اور فقہا کے اقوال سند مین پیش ہونے لگے اُن عالمون اور فقیہون کیطرف جھوٹی جھوٹی باتون کو منسوب کیا اور تا کہ اُس قول کی وقعت اور عزت زیادہ ہو بقید اسما اُسکا سلسلہ عن فلان عن فلان کہکر صاحب قول تک پہونچا دیا مگر احادیث وضعی کو اس سبب سے کہ احادیث حقیقت مین قابل استناد کے ہین اور مدار شریعت کا اُن پر ہے پچھے محققین نے اصلی حدیثون سے علٰحدہ کردین اور موضوعات کے رسالے لکھکر اُنکی غلطی اور موضوعیت کو بیان کرکے قوی کو ضعیف سے اور موضوع کو صحیح سے جدا کر دیا مگر علما، اور فقہا کے اقوال موضوعہ کو اُن کے اقوال صحیحہ سے جدا کرنے پر اُس طرح کسی نے توجہ نہ کی اس لیے کہ اُن پر بحث کرنا محض فضول تھا اسلیے کہ بالفرض اگر وہ کلام اُن ہی کا ہوتا تو وہ کسی پر حجت نہین ہوسکتا تھا اور لبسبب نہ معصوم ہونے اُنکے اُسکی غلطی پر فقط غلط کہہ دینا ہی اُس کا اور نہ ماننا او کافی تھا لیکن سواے چند محققین کے ایسی نقل اور سند سے عوام کو بڑا نقصان پہونچا اور دین مین بڑا رخنہ پڑ گیا لوگونکی طبیعتین ایسی اسناد اور استناد کی ایسی عادی ہو گیئن کہ بغیر

کسی مولوی کے قول کے اور بغیر کسی عالم کی سند کے کتاب وسنت کی باتون کا ماننا ہی جاتا رہا
اور بجاے قال اللہ اور قال الرسول کے قال زید وقال عمرو پر مدار دین ومذہب کا آگیا۔
اس خرابی نے اس سے زیادہ اور بھی ترقی پائی کہ جو لوگ حقیقت مین لائق استناد
نہ تھے بلکہ جنکے اقوال واعمال لائق اجتناب کے تھے وہ بھی قابل استناد کے ٹھہر گئے
اور اہل بدعت اور منافق اور جاہل صاحب سند ہو گئے اور اگر کسی شہر یا کسی فرقے
یا کسی خاندان مین کوئی نامور ہوا اور اُسکو کچھہ لکھنا پڑھنا بھی آگیا اور کچھہ تالیف اور تصنیف
کرنے سے اُسکی عزت بھی بڑھ گئی تو اُس شہر کے رہنے والون اور اُس فرقے اور خاندان کے
آدمیون نے اپنے شہر اور اپنے خاندان کی عزت اُسی مین جانی کہ اُسی کی بات کو مانین اور
اُسی کے کہنے پر چلین پس اُنکے دلون مین یہہ بات ایسی جم گئی کہ اُسکے قول سے پہرنا گویا
خدا کے قول سے پہرنا ہے اس لیے وہ اُسکی باتون کے مقلد ہو گئے اور قدم بقدم
اُسکے طریقے پر چلنے لگے اور اسی طرح سے جب اُسکے مقلد اور تابع زیادہ ہو گئے اور وہ
مقتدا اور متبوع کسی فرقے اور گروہ کا ہو گیا تو پس وہ صاحب الکتاب ٹھہرایا گیا اگر اُس سے
کوئی صریح غلطی ہو جاتی یا اُس سے کوئی فعل مخالف کتاب وسنت کے ہو جاتا تو اُسکے
مقلدین واصحاب اُسکی توجیہات کرتے اور اُسکی تاویلات کرتے یہان تک کہ آخر اُس کے
حالات اور سیر مین کتابین لکھی جاتین اور اوسکے معجزے اور کرامتین اور زہد اور پرہیزگاری
کی حکایتون مین دفتر کے دفتر سیاہ کئے جاتے اور جو کچھہ جھوٹھہ خرافات اُسمین ہوتا اُسکو اُسکے
معتقدین اور مقلدین نصوص قرآنی کی طرح واجب الاذعان جانتے اور خدا کی کتاب رسول

کے کلام کو چھوڑ کر اُسی کو حرز جان بناتے اور ہر مسئلے اور ہر عقیدے کے لیے اپنی اال کتاب
کو دیکھتے پس بجاے اسکے کہ جو کچھ اُنکے حضرت نے فرمایا ہے اور جو کچھ اُنکے پیر و مرشد
نے ارشاد کیا ہے یا جو کچھ اُنکے شیخ و بزرگ نے عمل کیا ہے اُسکو کتاب و سنت پر عرض
کرتے اور خدا اور رسول کی کتاب کو معیار صحت بناتے اُن بدبختون نے برعکس اس کے
ساری شریعت اور تمام مذہب کو اپنے ہی پیر و مرشد کی تالیفات اور اپنے حضرت کے
ملفوظات و مکتوبات پر عرض کرنا شروع کیا پس جو کچھ اُسکے مطابق پاتے اُسپر عمل کرتے
ویسا ہی عقیدہ رکھتے جو کچھ اُسکے برخلاف دیکھتے اُسے چھوڑ دیتے اور کتاب و سنت کے
امتحان کے لیے اُسی کو کسوٹی بناتے پس ایسی حالت مین جو کچھ دین کی خرابی ہو سکتی ہے
وہ ہوئی اور جو کچھ شریعت مین ان باتون سے خلل پیدا ہو سکتا ہے ہوا ان چیزون نے
یہان تک دلون پر اثر کیا کہ اسکے برخلاف کوئی کلمہ زبان پر لانا کفر کے کلمے سے کم نہ سمجھا جاتا
اور اُن باتون کا منکر خارق اجماع اور بدعتی اور فاسق ٹھہرتا پس کیا زمانے نے انقلاب پایا
کہ کتاب و سنت کو لوگون نے پس پشت ڈال دیا اور اپنے اپنے بزرگون کے صحیفون کو
سامنے کر لیا اور جسنے کتاب و سنت کا نام لیا اور اُسپر چلنے کا قصد کیا وہ فعل اُسکا بدعت
ٹھہرا اور جسنے اُن صحیفون کو واجب العمل جانا اور اُسپر عمل کیا وہ فعل اُسکا سنت قرار پایا ہے
فاصبح کل واحد منهم بعاجل خطه مشغوفا فصار یری المعروف منکرا والمنکر معروفا
اس خرابی کا باعث ایک بہت ہی بڑا غلط خیال ہوا جسکو شیطان نے لوگون کے دلون مین
ڈالا اور جسکو مقلدین نے عقل و ایمان کی درست [illegible] یعنی وہ لوگ جنکی باتون پر لوگون نے

عمل کیا نیک اور پاک تھے اور علم اور فقہ مین کامل تھے پس اُنکے مقلدین کے دل مین
یہہ خیال سمایا کہ پس جب ایسے نیک اور پاک اور امام اور عالم ایسا کہہ گئے ہین اور ایسا کرتے
رہے ہین تو ہم کہ نہ اُنکے سے نیک ہین نہ ویسا علم رکھتے ہین کیونکر اُسکے برخلاف چل سکتے
ہین حالانکہ وہ یہہ نہ سمجھے کہ وہ گو نیک اور پاک تھے مگر معصوم نہ تھے اور گو وہ عالم اور فقیہہ
تھے مگر علم لدنی کے عالم نہ تھے جبرئیل اُن پر نازل نہین ہوتے تھے خدا بے واسطہ اُنپر
وحی نکرتا تھا وہ بھی آخر اپنی سمجھہ بوجھہ ہی سے کام لیتے تھے اور اپنی قدرت اور طاقت ہی کے
موافق راہ حق پر چلتے تھے اُن سے غلطیون کا ہونا نہ صرف ناممکن تھا بلکہ یقینی اُن سے
خطا ہونیکا نہ احتمال ہی احتمال تھا بلکہ ضروری تو پھر باوجود ایسی حالت کے اُنکی سب باتون کو
ماننا اور اونکے کلام مین سے حق و باطل کو جدا نکرنا اور اُنکے اقوال و اعمال کے رطب
و یابس مین تمیز نہ دینا اور سب کو تلقین بالقبول کرنا حقیقت مین اُنکو صاحب شریعت اور اپنے
آپ کو اُسپر ایمان لانے والا بنانا ہے اگر یہہ غلط خیال دلونمین نہ سماتا تو کبھی تقلید کی ایسی
جڑ مضبوط نہوتی اور یہہ خرابی پیدا نہوتی اور جس کسی کو خدا نے توفیق دی اور وہ تحقیق پر متوجہ
ہوا اُسنے اول اسی غلط خیال کو دل سے نکالا اور تحقیق کے درجے پر پہونچنے کے لیے اول
اُسی زینے پر قدم رکھا چنانچہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی احیا کے شروع مین پہلے یہی لکھتے
ہین کہ مین نے اس کتاب کے لکھنے کا واسطے زندہ کرنے علوم دین کے ارادہ کیا ہے
اور مین نے اپنا عزم مصمم کرلیا ہے اور چونکہ وہ جانتے تھے کہ ایسی بات کو سُنکر لوگ تعجب
کرینگے اور مقلدین اور جُہلا شور غل مچا دینگے اور ہمپر لعنت ملامت کرینگے اور تحقیق کو بدعت

بتلادینگے اور اسی تحقیق کو خارق اجماع کہینگے اس لیے وہ اول ہی سے اُس متعجب اور ملامت کرنے والے کی طرف متوجہ ہو کر کہتے ہین کہ انتدب لقطع تعجبك ایھا العاذل الغالی فی العذل من بین زمرة الجاحدین المسرف فی التقریع والانکار من بین طبقات المنکرین الغافلین فلقد حل عن لسانی عقدة الصمت وطرقنی عهدة الکلام وقلادة النطق ما انت مثابر علیه من العمی عن جلیة الحق مع اللجاج فی نصرة الباطل وتحسین الجهل والتشغیب علی من اثر النزوع قلیلا عن مراسم الخلق ومال میلا یسیرا عن ملازمة الرسم الی العمل بمقتضی العلم طمعا فی نیل ما یعبده الله تعالی به من تزکیة النفس واصلاح القلب کہ اے ملامت کرنیوالے منکرین تیرے تعجب کے قطع کرنے پر متوجہ ہوتا ہون اور اپنی زبان سے خاموشی کی گرہ کھولتا ہون اور جس بات پر تو اپنے اندھے پن سے جما ہوا ہی اور باطل کی مدد کر رہا ہے اور جہل کو اچھا سمجھ رہا ہے اُسکو رد کرتا ہون اور تیرے اُس زور شور اور غل مچانے کو نہین سُنتا جو تو اُسپر کرتا ہے جو کہ ذرا رسم و رواج کی پابندی سے نکلنا اور بہائی بندونکی رسمیات کو ترک کرکے خاص خدا کے لیے عمل کرنا چاہتا ہے۔

جب امام غزالی اپنے وقت مین پابندی رسم و رواج پر ایسی داد بیداد کرتے ہین اور اُس سے نکلنے کو جہاد سمجھتے ہین تو وائے برحال ہمارے زمانے کے کہ اب تو بات بھی زبان سے نکالنا دشوار ہے اور بہائیون کی رسمون مین سے کسی رسم کا چھوڑنا بھی مشکل نہین وہی باتین جو امام غزالی اور بڑے بڑے محققین کہہ گئے ہین اگر ہم اُنہین کو نقل کرین تو ابھی کافر ہوتے ہین

اور ساری برادری سے نکالے جاتے ہین خیال کرنیکا مقام ہے کہ دین کی بنا کس چیز پر تھی اور کس چیز پر آگئی اور مذہب کی حقیقت کیا تھی اور اب اُسکی کیا صورت ہو گئی جب ہم کسی دوسرے دین پر افسوس کرتے ہین تو ہمارا سب سے زیادہ افسوس اسی بات پر ہوتا ہے کہ اُس دین کے لوگ اپنے اپنے بانی مذہب کی بات پر عمل نہین کرتے بلکہ بیچ کیواسطون اور عالمون کے قولون پر عمل کرتے ہین اور اپنی اصلی کتاب کو نہین دیکھتے بلکہ اپنے بیچ کی بنائی ہوئی کتابون پر چلتے ہین تو کیسے افسوس کی بات ہے کہ جب وہی خرابی ہم مین بھی موجود ہو اور وہی نقص ہمارے دین مین بھی پڑ گیا ہو پس اگر ہم اپنے عیب کو نہ دیکھین اور اپنے دین مذہب کو اس نقص سے پاک صاف نکرین تو ہمارا دوسرون پر طعنہ کرنا اور غیر دین والون کو بُرا کہنا عقل اور انصاف کے خلاف ہے۔

اس زمانے مین جب ہماری زبان سے کوئی بات خلاف کسی مشہور عالم یا نامی محدث کے نکلے تو ہمپر ملامت کے تیرون کی بوچھار ہوتی ہے اور ہمارا نام منکر علما اور دشمن فقہا مشہور ہوتا ہے کوئی یہہ خیال نہین کرتا کہ ایک دو عالم کی مخالفت کا کیا ذکر ہے اگر سارے عالم کے علما سے مخالفت ہو لیکن ہمارا قول یا فعل کتاب وسنت کے موافق ہو تو ہم اُس ثواب کے مستحق ہین جو کہ کتاب وسنت پر عمل کرنے والے کو ہو سکتا ہے پس ہمکو ہمیشہ خدا ورسول کی مخالفت کا خیال رکھنا لازم ہے نہ علما فقہا کی مخالفت کا اور خدا کو قیامت کے دن اُسی کی مخالفت کا جواب دینا پڑیگا نہ زید وعمرو کی مخالفت کا۔

ہان یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ سارے علما اور کُل فقہاے اُمت کا کسی ایسے امر پر

اجماع کرنا جو بالکل مخالف کتاب وسنت کے ہو غیر ممکن سا معلوم ہوتا ہی چنانچہ ہم اسکو تسلیم کرتے ہین اور جو کچھہ ہمنے اوپر بیان کیا وہ صرف فرضی صورت ہے لیکن ہم ایک بات بھی ایسی زبان پر نہ لاوینگے جسکی مخالفت کل علما و فقہا سے ثابت ہو بلکہ وہی بات کہینگے جسکی سند اور محققین کے قولون سے ہوتی ہو مگر اس اُصول کا ہمارے پاس کچھہ جواب نہین ہے جسکو فقہانے راجح اور مرجوح سے تعبیر کیا ہے یعنی جسکو بہت سے مولویون نے مانا وہ قول تو واجب العمل ہے اور جسکو چند محققین نے مانا وہ واجب الترک ہے گو وہ کیسا ہی عمدہ اور اچھا ہو چنانچہ اس امر کو ہم ایک علٰحدہ بحث مین بیان کرینگے۔

اصل یہہ ہے کہ جب کسی امر کا دینی ہو یا دنیوی رسماً کامل طور پر رواج ہو جاتا ہی اور سب یا اکثر آدمی پابند اُسکے ہو جاتے ہین تو درحقیقت اُس سے مخالفت کرنا نہایت ہی مشکل ہوتا ہے اور اُسکی تردید پر گو وہ امر نہایت ہی صحیح اور درست ہو ہر شخص آمادہ ہو جاتا ہے اور اُس مخالف کی دلائل کو گو وہ کیسی ہی سچی اور اچھی ہون نہایت ضعیف سندون سے ہر متنفس باطل کرنے پر مستعد ہوتا ہے۔

مثلاً ہم اگر تقلید کے التزام کو بُرا بتلاوین تو اول یہی اعتراض ہو گا کہ خلاف اجماع ہی جب اس قول کو بھی ہم رد کر دین اور بڑے بڑے صوفیون اور محققون اور اماموں کی سند لاوین تو یہہ جواب ہو گا کہ فلان بزرگ تو صوفی تھے اُنکی باتون کو کون سمجھے اور فلان صاحب بڑے محقق تھے اُنکی سی تحقیقات کس کو نصیب ہو اور فلان شخص بڑے متورع اور پرہیزگار تھے اُنکا سا زُہد کسے حاصل ہو اور سوائے نامی گرامی لوگون کے اور لوگ جو رہ جاوین

اُنکی نسبت یہہ کہہ دیا جاوے کہ وہ بدعتی اور فاسق تھے ہمارے علمانے اُنکے کلام کو رد
کر دیا ہے پس صوفی تصوف کی برکت سے اور محققین تحقیق کے سبب سے اور زاہد اور
متورع اپنے زہد کے ذریعہ سے محفوظ رہے اور اُنکے اقوال پر عمل کرنا بسبب بہتون کی
مخالفت کے جائز نہ ٹھہرا پس اگر ہم ایسی حالت مین کتاب وسنت کو ہاتھہ پر نہ اُٹھالین
اور اپنے دل سے ان سب باتون کو نکالکر خدا اور رسول کے کلام پر رجوع نہ کرین تو حقیقت
مین ہم دین کو شرم کے ہاتھہ پر بیچنے والے اور خدا کو پابندی رسم ورواج کے سبب سے
چھوڑنے والے اور اپنے دل کو نور ایمان سے خالی کرنیوالے ہونگے اسی حالت کو دیکھکر
امام غزالی احیاء مین فرماتے ہین فلا یغرنك قول من یقول الفتوی عماد الشرع ولا
یعرف علله الا یعلم الخلاف وانما یشتغل به من یشتغل بطلب الصیت والجاه
فکن من شیاطین الجن فی امان واحترز من شیاطین الانس فانهم اروا
شیاطین الجن من الناس فی الاغواء والاضلال یعنی مت مغرور ہو اس قول پر
فقہا کا فتوی شرع کا ستون ہے اور اُنکی علتون کا بغیر علم کلام کے جاننا دشوار ہے ایسی باتون پر
وہی متوجہ ہوگا جسکو دنیا کی عزت اور شہرت منظور ہوگی پس ایسے شیطانون کے ہوتے ہوے
اصل شیطانون سے بیخوف ہو جاؤ اور اُنکا خوف نہ رکھو اس لیے کہ ان شیاطین الانس
نے اصل شیطانون کو سُلا دیا ہے اور اُنکی خدمت اپنے ذمے لیکر لوگون کو گمراہ کر کے
اصل شیطانون کو چین دیدیا ہے کہ وہ تو سوتے ہین اور یہہ اُنکا کام کرتے ہین اور مثل
اسی کے اور محققین نے بہی فرمایا ہے جیسا کہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

حجۃ اللہ البالغۃ میں کہتے ہین کہ فتنۃ هذا الجدال والخلاف والتعمق قريبة من الفتنة الاولى حين تشاجروا فى الملك وانتصر كل رجل لصاحبه فكما عاقبة تلك ملكا عضوضا فكذالك عاقبة هذه جهلا واختلاطا وشكوكا ووهما ما لها من ارجاء ونشأت بعدهم قرون على التقليد الصرف لا يميزون الحق من الباطل ولا الجدل عن الاستنباط فالفقيه يومئذ هو الثرثار المتشدق الذى حفظ اقوال الفقهاء قويها وضعيفها من غير تمييز والمحدث من عد الاحاديث صحيحها وسقيمها وهذها كهذ الاسمار بقوة الحيية ولا اقول ذالك كليا مطردا فان لله طائفة من عباده لا يضرهم من خذلهم وهم حجة الله فى ارضه و ان قلوا ولم يأت قرن بعد ذالك الا وهو اكثر فتنة واوفر تقليدا واشد انتزاعا للامانة من صدور الرجال حتى اطمئنوا بترك الخوض فى امر الدين بان يقولوا انا وجدنا آباءنا على امة وانا على آثارهم مقتدون یعنی جو فتنہ علم جدال وکلام کے سبب سے علماء نے پیدا کیا اور جو فساد انکے تکلفات سے دین مین پہیلا وہ اس فتنے سے کم نہین ہے جو کہ ملک وریاست مین ہوا تہا جسطرح پر اس جہگڑے کا یہہ نتیجہ ہوا کہ بعد اسکے سلطنت ظلم وجبر کی قائم ہوئی اسیطرح پر اس کلام وجدال کا یہہ نتیجہ ہوا کہ جہالت اور شکوک اور توہمات کی ایسی زیادتی ہو گئی جسکی کوئی حد نہین اور پہر تو ایسا زمانہ آگیا جس مین لوگ محض تقلید پر قانع ہو گئے اور حق کو باطل سے جدا نہ کر سکے فقیہہ وہ کہلانے لگا جو اقوال فقہا کو یاد کرکے بیہودہ بکے اور تکلف کی باتین کرے محدث وہ ٹہہرے

جو کہ احادیث صحیح اور غلط کو حفظ کر کے بے سمجھے بوجھے کہانیون کیطرح نقل کرے۔ اور سوائے چند بتانا آدمیون کے جو خاص خدا کے بندے تھے اور جو کسی کے ذلیل کرنے سے ذلیل نہین ہو سکتے تھے بلکہ وہ خدا کی زمین مین اُسکی حجت تھے سب کے سب ایسے ہی ہو گئے اور پھر جو زمانہ آتا گیا اُس مین فتنہ بڑھتا ہی گیا اور تقلید کو زور شور ہی ہوتا گیا یہان تک کہ آخرکار معاملات دینی مین تحقیق کرنے کی عادت ہی جاتی رہی اور بزرگون کی رسمون ہی پر دیندار ی رہ گئی۔

جو کہ مین اس مقام پر تقلید کے کمال اور تحقیق اور اجتہاد کے ترک ہونے کا حال بیان کر رہا ہون اسلئے وہ تنزلات جو علم اور تحقیق نے اس تقلید کے سبب سے پائے اسکو ایک بڑے فقیہہ کے قول سے ثابت کرتا ہون۔

محقق ابن کمال باشا نے فقہا کے طبقات کو جس طور پر ذکر کیا ہے اُسی مین نقل کرتا ہون تاکہ ثابت ہو کہ تقلید مین بھی کتنے درجے اُس فقیہہ نے قائم کیے ہین محقق موصوف نے فقہا کے ساتھہ طبقے بیان کیے ہین۔

پہلے طبقے کا نام + مجتہدین فی الشرع ہے جسکا کام ہے استخراج کرنا مسائل کا کتاب و سنت سے اور قائم کرنا قواعد اور اصول کا واسطے استخراج مسائل کے۔

اس طبقے مین امام ابوحنیفہ اور امام شافعی اور امام مالک اور امام حنبل رضی اللہ تعالی عنہم داخل ہین۔

+ شامی در حاشیہ در مختار۔

دوسرے طبقے کو مجتہدین فی المذہب کہتے ہین اس طبقے مین وہ لوگ داخل ہین جو مجتہدین فی الشرع کے بنائے ہوئے اصول اور قواعد کی تقلید کرتے ہین اور بتسلیم اُن قواعد اور اصول کے احکام اور مسائل کا استخراج کرتے ہین اور گو کہ اس طبقے کے لوگ مجتہدین فی الشرع سے بعض احکام فروعی مین مخالفت کرتے ہین مگر وہ جس مجتہد اور امام کے اصول پر چلتے ہیں اُسی کے مذہب مین داخل سمجھے جاتے ہین او معارضین فی المذہب سے علٰحدہ سمجھے جاتے ہین مثلاً قاضی ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہما اور دیگر یاران امام ابو حنیفہؒ اس طبقے کے لوگ ہیں اسلیے کہ وہ اُنہیں اصُول سے جو امام ابو حنیفہ کے قائم کیے ہوئے ہیں استخراج مسائل کرتے ہیں اور مثل امام شافعی وغیرہ کے اُنسے اصول میں مخالفت نہیں کرتے مگر بلحاظ اصُول مقررہ اُن کے احکام میں اُنسے مخالف ہوجاتے ہیں -

تیسرا طبقہ مجتہدین فی المسائل کہلایا جاتا ہے- اس طبقے میں وہ لوگ داخل ہین جو اپنے امام کی کسی شے میں مخالفت نہیں کرتے نہ اصُول میں نہ فروع میں اُن کو استخراج مسائل کی قدرت نہیں ہوتی مگر جن مسائل کو صاحب مذہب نے صاف بیان نہیں کیا اُنکو اپنے امام کے مقرر کیے ہوئے اصُول او قواعد کی پابندی سے مستنبط کر سکتے ہیں اس طبقے میں داخل ہیں خصاف اور ابو جعفر طحاوی اور ابو الحسن کرخی او شمس الائمہ حلوانی او شمس الائمہ سرخسی او فخر الاسلام بزدوی اور فخر الدین قاضی خاں وغیرہ۔

چوتھا طبقہ اصحاب تخریج کہلاتا ہے اس طبقے میں وہ مقلدین داخل ہیں جو کسی قسم

کے اجتہاد کی قدرت نہیں رکھتے اصول ور قواعد کا بنانا اور مسائل کا استخراج کرنا اور پچھلے طبقے سے مخالفت کرنا کیسا وہ کسی طرح پر اجتہاد کا نام ہی نہیں لے سکتے مگر بسبب ضبط رکھنے اصول اور قواعد کے اُن کو یہ قدرت ہوتی ہی کہ وہ کسی قول مجمل ذو وجہتین کی تفصیل اور کسی حکم مبہم محتمل امرین کی تشریح کر دیں مگر وہی قول اور وہی حکم جو کہ صاحب مذہب سے یا اُنکے اصحاب سے منقول ہو اور اس میں اُن کو اپنے امام کے اصول پر نظر رکھنا اور اسی قسم کی دوسری فروع پر قیاس کرنا اور دیگر نظائر اور امثال کا خیال رکھنا ضروریات سے ہی اس طبقے میں امام رازی اور مثال اُنکے اور شخص داخل ہیں اور جو ہدایہ میں لکھا ہی کہ کذا فی تخریج الکرخی و تخریج الرازی وہ ہی قبیل سے ہی۔

پانچواں طبقہ اصحاب ترجیح کہلایا جاتا ہی یہ وہ مقلدین ہیں جو بعض روایات کو بعض پر ترجیح دیتے ہیں مثل ابو الحسن قدوری اور صاحب ہدایہ وغیرہ کے جنکو اس کہنے کی قدرت ہی کہ ہذا اولی ہذا اصح ہذا اوفق للناس۔

چھٹا طبقہ اُن مقلدین کا ہی جو کہ قوی اور ضعیف کی تمیز میں قدرت رکھتے ہیں اور اقوال مردودہ اور روایات ضعیفہ کی نقل نہیں کرتے مثل صاحب کنز اور صاحب مختار اور صاحب وقایہ اور صاحب مجمع وغیرہ اہل متون کے۔

ساتواں طبقہ اُن مقلدین کا ہی جو اُسکی بھی قدرت نہیں رکھتے اور موٹے دبلے میں کچھ تمیز نہیں کر سکتے۔

اب جو شخص ان طبقات فقہا پر غور کرے وہ خود سوچ سکتا ہی کہ فقہ کی ابتدا کیا تھی

درجہ اجتہاد کا ہو۔ زیادہ تفتیش کی کچھ حاجت نہیں ہے اس بات پر خیال کرکے لوگوں نے تقلید

کو اختیار کیا اور اجتہاد و عمل بالحدیث سے ہاتھ اٹھا لیا کہ جب بڑے بڑے علما کہ جو امام اور شمس الائمہ

کہلائے جاتے ہیں اور بڑے بڑے مولف جنکی کتابوں کے پڑھنے سے لوگ عالم اور فقیہ

ہو جاتے ہیں چھٹے طبقے اور پانچویں طبقے میں پڑے ہوئے ہیں تو پھر دوسرا کون ہے جو اجتہاد

کر سکتا ہے کتاب و سنت سے مسائل کا استخراج کر سکتا ہے اور اس امر کو یہ قول کا صحیح ہے یا غلط

ہم پیچھے بیان کرتے ہیں۔

جو کہ ہمارے اس بیان سے اجتہاد کے ختم ہونے کا زمانہ اور تقلید شخصی پر عمل کرنے کا حال

بخوبی معلوم ہوگیا اسلئے اب ہم اس امر کو بیان کرتے ہیں کہ باہم ائمہ کے مسائل فقہی میں اختلاف

کیوں ہوا اگرچہ جو مختصر کیفیت بنانے مذہب کی ہمنے اوپر بیان کی اس سے سبب اختلاف کا

بھی معلوم ہوتا ہے لیکن چونکہ اس اختلاف کو دیکھ کر لوگوں کو بہت سے شبہات پیدا ہوتے ہیں وہ

ایک دین و ایک شریعت میں اتنی کثرت سے اختلاف ہونے پر تعجب و حیرت ہوتی ہے کوئی پوچھتا ہے

کہ جب قرآن و حدیث پر سب کا عمل ہے تو پھر کیا قرآن و حدیث میں باہم اختلاف ہے کوئی کہتا ہے کہ

جب تبع تابعین کے مذہب کی بنا تابعین پر اور تابعین کی صحابہ پر ہے تو کیا صحابہ باہم مختلف تھے اگر

تھے تو باوجودیکہ سب ایک ہی نبی کو دیکھنے والے ایک ہی پیغمبر سے دین لیتے تو پھر کیسے ان میں ایسے اختلاف

کیونکر ہوا اور باوجود اس اختلاف کے سب لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ چاروں مذہب حق ہیں اور جو اختلاف

ان میں ہے وہ رحمت ہے تو اور بھی زیادہ تعجب ہوتا ہے اور دل میں اور بھی کچھ خیال کر کے ہر

شخص ساکت ہو جاتا ہے اسلئے ہم اس اختلاف کے سبب کو تفصیل کے ساتھ بیان

کرتے ہیں تاکہ لوگوں کے دلوں سے شبہات دور ہوں اور وہ اس اختلاف فروعی کو اصول کا اختلاف سمجھکر دل میں اپنے دین کی حقیقت میں شک نہ کرنے لگیں۔

یہ بات تو اوپر ہم لکھ چکے ہیں کہ تبع تابعین کے مذہب کی بنا تابعین پر اور اُن کی صحابہ پر ہی تو جو اختلاف باہم صحابہ کے ہوا وہی اختلاف تبع تابعین میں چلا آیا اور جب تبع تابعین نے مذہب کی بنیاد ڈالی تو اُنکے آپس میں بھی وہی اختلاف رہا اسلیے ہم اول صحابہ میں باہم اختلاف ہونے کا سبب بیان کرتے ہیں۔

پہلے اس امر کو ذہن نشین کرنا چاہیے کہ اختلاف جو مسلمانوں میں بعد زمانہ نبوت کے ہوا وہ دو قسم کا ہی ایک اختلاف عقائد اور اصول میں دوسرے اختلاف مسائل اور فروع میں اختلاف عقائد اور اصول کا وہ ہی جو کسی اصول دین میں ہو مثل توحید اور نبوت اور معاد اور فرضیت روزہ اور نماز اور حج اور زکوۃ وغیرہ کے یا کسی عقیدے میں عقائد دین کے ہو مثل خلافت او حقیت اجماع صحابہ اور وجوب محبت اہلبیت و صحاب اور عدم تکفیر اہل قبلہ اور مرتکبان کبائر کی اور مثل اُسکے اور عقائد جن پر اعتقاد کرنا بنصوص صریح ضروری ہی پس جو شخص عقائد اور اصول میں مخالف ہی وہ بدعتی اور اہل سنت کے گروہ سے خارج ہی مثل معتزلہ اور قدریہ اور مرجیہ اور شیعہ اور خوارج کے اور نہ صحابہ میں اور نہ تابعین میں اور نہ تبع تابعین میں نہ کسی امام میں ائمہ اربعہ سے ایسا اختلاف ہوا بلکہ سب اصول اور عقائد میں متفق ہیں اور ایک امر میں بھی ضروریات دین سے اور ایک عقیدے میں اعتقادات اہل سنت سے باہم مختلف نہیں ہیں اس لیئے چاروں مذہب اہل سنت ہی کے کہلائے

جاتے ہیں۔

دوسرا اختلاف مسائل اور فروع میں مسائل اور فروع سے فقہ کے مسائل مراد ہیں اور ان میں چاروں مذہب البتہ باہم مخالف ہیں اور صحابہ بھی باہم مخالف تھے اس لیے اس اختلاف کے اسباب بیان کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ صحابہ میں بعد زمانہ نبوت کے کیوں اختلاف ہوا۔

مدار صحابہ کے اقوال اور افعال اور احکام اور مسائل کا قرآن و حدیث پر تھا اور چونکہ قرآن پیغمبر صاحب ہی کے سامنے جمع ہوگیا تھا اسلیے کسی ایسے مسئلے میں جو قرآن میں صاف موجود ہے باہم اختلاف نہیں ہوا اور احادیث پیغمبر صاحب کے روبرو جمع نہوئی تھیں اسلیے جن مسائل کا استخراج حدیث پر موقوف تھا اور ہیں انھیں میں اختلاف ہوا اور اُسکے کئی سبب ہیں+۔

اول **اختلاف سماعت** یعنی ایک صحابی کا کسی حدیث یا حکم نبوی کو سننا اور دوسرے کا نہ سننا مثلاً پیغمبر صاحب نے کوئی حکم دیا یا کچھ فرمایا یا کوئی فتویٰ دیا تو جو موجود تھا اُس نے سنا اور دیکھا اُسنے تو اسپر عمل کیا دوسرے صحابی نے اُسے نہ دیکھا نہ سنا نہ جس صحابی نے سنا اور دیکھا تھا اُس سے اُس دوسرے صحابی کو روایت پہونچی تو اُس دوسرے صحابی نے جب ویسا ہی معاملہ پیش آیا خود اجتہاد کیا پس اگر اُس حدیث کے موافق ہوا تو دونوں صحابی متفق ہوئے اور اگر اجتہاد میں خطا ہوئی تو اُن میں اختلاف ہوا۔

+ دیکھو حجۃ اللہ البالغہ۔

دوسرے ترک اجتہاد یعنی صحابی کا اپنے اجتہاد سے پھر جانا مثلاً صحابی نے کسی امر میں اجتہاد کیا اس سبب سے کہ کوئی حدیث اُسکو نہ پہونچی تھی اور پھر اُسکو کسی سے وہ حدیث پہونچ گئی تو اُسنے اپنے اجتہاد کو ترک‡ کیا اور حدیث پر عمل کیا لیکن جن لوگوں نے پہلے اجتہاد کو صحابی کے سنا اور اُس سے رجوع کرنے کی خبر اُسے نہ ملی اُسنے صحابی کے پہلے ہی قول پر عمل کیا۔

تیسرے اشتباہ فی الحدیث یعنی حدیث کی صحت میں شک رہنا اور اُسپر کسی صحابی کا عمل نہ کرنا یہ تو کوئی صحابی نہیں کر سکتا تھا کہ باوجود صحت کسی حدیث کے اسکو ترک کرتا اور اپنے اجتہاد پر عمل کرتا مگر جب راوی کسی حدیث کا ضعیف اور قابل کامل اعتبار کے نہوتا تو صحابی اپنے اجتہاد پر قائم رہتے اور اُس حدیث کو صحیح نہ جانکر اُسپر عمل نہ کرتے اور بعض حدیث کا نام سنتے ہی اُسپر عامل ہوجاتے اور اُسکے ضعف اور قوت کو نہ دیکھتے۔

چوتھے سمجھ میں اختلاف ہونا یعنی چند صحابیوں نے پیغمبر خدا کو ایک کام کرتا ہوا دیکھا کسی نے اُسکو عبادت پر کسی نے اُسکو عادت پر کسی نے اُسکو قربت پر کسی نے اُسکو اباحت پر محمول کیا اور اس سے باہم اختلاف ہوا۔

پانچویں سہو ونسیان یعنی کسی صحابی نے گو خود پیغمبر صاحب سے کچھ سنا یا کچھ کرتے دیکھا مگر اُسے یاد نہ رہا اور بھول گیا۔

---

‡ اور یہ بھی ممکن ہے کہ خود اُس اجتہاد میں کچھ نقص پایا اور اُسکو چھوڑ دیا

چھٹے اختلاف ضبط یعنی پیغمبر صاحب نے کسی امر میں کچھ فرمایا یا حکم دیا اور کوئی
صحابی اُسکا مطلب وہی کچھ سمجھا جیسا کہ حضرت عمر یا حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے
مروی ہی کہ مُردے کو اُسکے گھر والوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہی کہ اس حدیث
کو سنکر حضرت عائشہ نے کہا کہ یہ صحیح نہیں ہی اور راوی نے غلطی کی ہی بلکہ حقیقت
اس کی یہ ہی کہ پیغمبر صاحب ایک یہودیہ کے جنازے پر گذرے کہ اُسکے گھر والے
روتے تھے حضرت نے فرمایا کہ یہ تو روتے ہیں اور وہ قبر میں عذاب دیجاتی ہے
جس مطلب یہ تھا کہ یہ تو اُسکے لیے روتے ہیں اور وہ اپنے عذاب میں مبتلا ہی نہ وہ مطلب
جو راوی سمجھا اور جس سے عذاب کو رونے کا معلول سمجھکر ہر مُردے کی نسبت اس
حکم کو عام تصور کیا۔

ساتویں علت حکم میں اختلاف ہونا یعنی پیغمبر صاحب نے کوئی حکم دیا یا
کوئی کام کیا اور دیکھنے والوں نے اپنے نزدیک اُسکی علت اور وجہ قائم کی اور اُس میں
اختلاف ہوا مثلاً پیغمبر صاحب ایک جنازے کو دیکھکر کھڑے ہوگئے تو کسی نے قیام کی
علت تعظیم ملائکہ خیال کی کسی نے ہول موت اُسکی علت سمجھی اور اپنی اپنی سمجھ کے موافق اُسکی
تعمیم اور تخصیص پر رائے قائم کی۔

آٹھویں دو مختلف حدیثوں کے جمع کرنے میں اختلاف ہونا
کہ عادات اور مباحات اور سنن میں ایک ہی امر کی پابندی حضرت کو نہ تھی اور احکام میں بھی

یہ خرابی اسے پڑتی ہی کہ علت نہ علت ہونا نص سے قرار نہیں پاتا اپنی سمجھ سے قرار دیا

تکمیل اور اصلاح مناسب ہوتی رہتی تھی اسلیے جو قول یا فعل یا حکم مختلف ہوتا اُسکے توافق میں صحابہ میں اختلاف ہوتا کوئی اباحت کو بسبب ضرورت کے اور نہی کو بوجہہ انقضاے ضرورت کے خیال کرتا کوئی ایک کو ناسخ اور دوسرے کو منسوخ سمجھتا اور جو صحابی صاحب فراست اور صاحب علم تھے وہ عادات کو عبادات سے اور سنن کو واجبات سے جدا کرتے اور ایک کو دوسرے میں نہ ملاتے اور جو اس میں تمیز نہ کرتے وہ سب کو عبادات اور واجبات ہی خیال کرکے اختلافات عادات کو اختلاف فی العبادت جانتے -

جو کہ ہم اختلاف مذہب کا سبب بھی بیان کر چکے اسلیے ہم اُس فرق کو بیان کرتے ہیں جو اجتہاد اور عمل بالحدیث میں ہے -

عمل بالحدیث اور اجتہاد میں جو فرق ہے اُسکا بیان

بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ جنکو عمل بالحدیث اور اجتہاد میں فرق نہیں معلوم ہوتا بلکہ جب وہ سنتے ہیں کہ جو لوگ حدیث پر عمل کرتے ہیں اور اصحاب حدیث کہلائے جاتے ہیں اُن مسائل کو جن کی تصریح حدیث میں نہیں ہے اپنے قیاس سے استخراج کرتے ہیں اور جو لوگ اجتہاد کرتے ہیں اور اصحاب الراے کہلائے جاتے ہیں وہ بھی اُن مسائل میں جو بتصریح کتاب وسنت میں موجود ہیں اجتہاد نہیں کرتے اور اُسی پر عمل کرتے ہیں اور دونوں کا ماخذ کتاب وسنت ہے اور دونوں کو قیاس سے کام لینا پڑتا ہے تو یہ دونوں میں مابہ الامتیاز کیا ہے اسلیے دونوں میں جو فرق ہے اُسکو بیان کرتے ہیں -

اگلے زمانے میں یعنی تابعین اور تبع تابعین کے وقت میں دو قسم کے عالم تھے

ایک تو وہ جو رائے اور قیاس سے بہت بچتے تھے اور فتوے اور استخراج سے بہت ڈرتے تھے اور سوائے اشد ضرورت کے استنباط کرنے کو پسند نہ کرتے تھے اُنکی ساری ہمت اس طرف مصروف رہتی تھی کہ احادیث نبوی کی روایت کریں اور جہانتک ہوسکے تمام احکام اور مسائل کو اُنھیں سے ثابت کر دیں اور وہ اسی واسطے احادیث کے جمع کرنے میں بہت سی محنت کرتے تھے چنانچہ جب اُنھوں نے احادیث کو جمع کر لیا اور ضعیف اور قوی کو علیحدہ کر لیا تو اُنھوں نے کتاب و سنت ہی کو اصول استخراج مسائل کا ٹھہرایا اور اُسی کی تصحیح اور تنقیح کے لیے قواعد مقرر کیے تاکہ معلوم ہوجائے کہ کونسی حدیث اصلی ہی اور کونسی بے اصل ہی۔

پس اس طبقے کے لوگوں کو جب ضرورت کسی مسئلے کی ہوتی تو وہ قرآن سے رجوع کرتے اگر اُس سے بصراحت نکل آتا تو پھر کسی اور طرف توجہ نہ کرتے اگر اُس سے معلوم نہ ہوتا یا اُس میں اور احتمالات ہوتے تو وہ سنت پر رجوع کرتے اور جو کچھ حدیث میں پاتے اُسپر عمل کرتے اور حدیث پر عمل کرنے کے لیے نہ وہ اسکا لحاظ کرتے کہ اور فقہا اسپر عمل کرتے ہیں یا نہیں اور سب لوگ اسپر چلتے ہیں یا نہیں اور مجتہدین کا اجتہاد اُسکے مطابق ہی یا نہیں بلکہ وہ اسکی بھی پروا نہ کرتے کہ صحابہ اور تابعین نے بھی اسپر عمل کیا ہی یا نہیں بلکہ اگر کوئی حدیث ایسی ہوتی کہ ایک ہی شہر کے لوگ اُس سے واقف ہوتے یا ایک ہی گھرانے کے لوگ اُسپر عامل ہوتے پس وہ اپنے عمل کی سند کے لیے اُسے لے لیتے اور سوائے اسکے کہ

وہ حدیث کی صحت ثابت کرلیں اور کسی طرف توجہ نہ کرتے اور نہ کسی اصول اور کسی قاعدہ کی پابندی کرتے۔

اگر حدیث سے اُسکا پتہ نہ چلتا تو وہ صحابہ اور تابعین کے اقوال پر نظر کرتے۔ پس اگر اُس بات پر جمہور صحابہ اور تابعین کو متفق پاتے تو فبہا ورنہ بلا لحاظ کسی قوم اور کسی شہر اور کسی فرقے کے جسکو وہ اپنے نزدیک زیادہ عالم اور فقیہہ اور متقی جانتے اُسکے قول کو اختیار کرتے۔

اگر اس سے بھی مطلب نہ نکلتا یعنی اُس مسئلے کا اقوال صحابہ و تابعین سے حال معلوم نہوتا تو وہ قیاس کرتے مگر اُنکا قیاس منطقی قیاس کی مانند نہوتا تھا اور اُسکے لیے کچھ دقیق اصول اور مشکل قواعد کی پابندی نہ تھی بلکہ اُنکا قیاس یہ تھا کہ وہ عمومات کتاب و سنت اور اُسکے اشارات اور مقتضیات پر تامل کرتے اور صرف اپنے یقین اور اطمینان قلبی پر لحاظ کرتے اُسکی علت نکال لیتے اور جسمیں وہ علت پاتے اُسپر وہی حکم لگاتے اور اور مسائل کی نظیریں اور مثالیں دیکھکر اپنا کام چلا لیتے۔

یہ طریقہ اُن کا ٹھیک ٹھیک اصحاب رسول کا سا تھا اور یہی قاعدہ استخراج مسائل کا صحابہ میں جاری تھا اور اُسکے ثبوت میں ہزارہا اقوال صحابہ کے موجود ہیں جن میں سے کچھ کچھ ہم آیندہ بیان کرینگے۔

غرضکہ اس طور پر مسائل کے استخراج کرنے والے اصحاب حدیث کہلائے گئے اور چونکہ وہ کسی اصول اور کسی قاعدہ کے پابند نہوئے اس لیے اُنکا قیاس بھی قیاس اور رائے میں داخل نہوا

چنانچہ اسی گروہ میں سے ہوئے ہیں عبدالرحمن بن مہدی اور یحیی بن سعید اور یزید بن ہارون اور عبدالرزاق اور مسدد اور ہنا اور امام احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور فضل بن دکین اور علی مدنی وغیرہ کہ یہ سب اصحاب حدیث میں داخل ہیں۔

اس بات کے سننے سے بھی لوگوں کو تعجب ہوگا کہ اتنی حدیثیں کہاں سے ملی ہونگی جن سے سب مسائل نکل آئے ہوں اور بغیر اس قیاس اور رائے کے جسے مجتہدین نے اختیار کیا انکا کام چلا ہو لیکن اُن کا تعجب اس سے رفع ہوسکتا ہے کہ وہ اُن کی کتابوں کو دیکھیں اور جو کچھ محنتیں اُنھوں نے احادیث کے جمع کرنے میں اپنے اوپر اُٹھائیں اُسپر خیال کریں تاکہ اُن کو معلوم ہو کہ جن لوگوں نے اس قاعدے پر فقہ کی تدوین کی ہے اُن کو کوئی ایسا مسئلہ جسکو اگلے لوگوں نے نکالا تھا یا اُنکے وقت میں مجتہدین نے قیاس سے استخراج کیا تھا ایسا نہ ملا جس میں کوئی حدیث مرفوع متصل یا مرسل یا موقوف صحیح یا حسن یا لائق اعتبار نہ ملی ہو یا خلفائے راشدین کے آثار اور فقہائے نامی کے اقوال سے اُسکا ثبوت ہوتا ہو یا اُن کے عمومات اور اشارات سے اُسکا استنباط نہ ہوسکتا ہو بیشک اس میں بڑی دقت تھی کہ بہت سی احادیث جمع کرنی پڑتیں اور اُن کی تصحیح اور تنقیح کی محنت اُٹھانی پڑتی اور اُن کے ناسخ اور منسوخ کا لحاظ رہتا اور جو مختلف حدیثیں ہوتیں اُنکا اختلاف دور کرنا یا اُسکے وجوہات کا دریافت کرنا پڑتا۔

جو کوئی اصحاب حدیث کی فقہ کی تدوین پر غور کرتا ہے اُسکی آنکھوں کے سامنے بہت سی عجیب غریب باتیں پھر جاتی ہیں اور اُسکے دل پر فنون احادیث پر تامل کرنے سے ایک اور ہی قسم

کی تاثیر ہوتی ہے۔

افسوس ہے کہ جس مضمون کو ہمنے لکھنا شروع کیا ہے اُسکے لیے دفتر کے دفتر چاہئیں اور اگر مختصر طور پر بھی کچھ کچھ ہم لکھیں تو بھی ایک بڑی کتاب ہوجائے اور ہم چند صفحوں میں اُسے ختم کیا چاہتے ہیں اسلیے بہت ہی مختصر طور پر اب ہم اُسکو بھی بیان کرتے ہیں کہ اصحاب حدیث نے تدوین فقہ کے لیے کیا طریقہ اختیار کیا اور پھر اُسکے کتنے درجے اور طبقے ہوگئے[†] پس پہلا طبقہ اہل حدیث کا وہ ہوا جسنے احادیث کو جمع کیا اور فقہی مسائل کا اُسپر مدار رکھا اس طبقے کے لوگوں کے نام اوپر ہم لکھ چکے ہیں پھر دوسرا طبقہ وہ ہوا جسنے حدیث کے دوسرے فن پر توجہ کی یعنی اُن حدیثوں کو جن کی صحت پر بڑے بڑے اہل حدیث کا اجماع تھا علٰحدہ کیا اور اُن حدیثوں کو جو متعلق فقہ کے تھیں جنپر شہروں کے فقیہہ اور قصبوں کے عالم اپنا مذہب چلاتے تھے جدا کرکے ہر حدیث کو باعتبار اُسکے اقسام کے ترتیب دیا اس طبقے میں امام محمد اسمٰعیل بخاری اور مسلم اور ابوداؤد اور عبد بن حمید اور دارمی اور ابن ماجہ اور ابوالعلی اور ترمذی اور نسائی اور دار قطنی وغیرہ داخل ہیں۔

تیسرے طبقے میں وہ لوگ داخل ہیں جو بخاری اور مسلم کے پہلے تھے یا اُن کے زمانے میں یا اُنکے بعد ہوئے اور جنھوں نے مسانید اور جوامع اور مصنفات کو تالیف کیا اُنھوں نے جو حدیث پائی اُسے جمع کر دیا نہ اُسکو چھانٹا نہ اُس میں اقسام حدیث کو بیان کیا

[†] سی غرض سے ہمنے ایک علیحدہ مضمون میں جو بہ نسبت کتابوں کے لکھا ہے کہ یہ وہ بھی عنقریب انشاءاللہ تعالیٰ چھپیگا۔

نہ اُسکی کچھ ترتیب ایسی کی کہ جسپر عمل آسانی سے ہوسکے اور پھر پیچھے بھی محدثین نے اُنکی صحت اور سقم پر چنداں توجہ نہ کی چنانچہ اسی طبقے میں ابو علی اور طیالسی اور بیہقی اور عبدالرزاق اور ابی بکر ابن شیبہ اور عبد بن حمید اور طحاوی اور طبرانی ہیں۔

چوتھے طبقے میں وہ لوگ ہیں جنھوں نے بہت عرصے کے بعد حدیث کی کتابوں کا لکھنا شروع کیا اور جو حدیثیں پہلے اور دوسرے طبقے میں جمع نہوئیں اور مسانید اور جوامع میں چھپی ہوئی پڑی تھیں یا اُن وعظوں اور خوش گپ عالموں کو یاد تھیں جو ضعفاء میں داخل تھے اور جن کی حدیث کو محدثین محققین پایۂ اعتبار سے ساقط جانتے تھے اُن کو انھیں نے جمع کر دیا اور آثار صحابہ اور تابعین کو اور اخبار بنی اسرائیل کو اور کلام حکما اور وعاظ کو بھی اُس میں شامل کر دیا چنانچہ عمدہ حدیث اس طبقے کی وہ ہے جو کہ ضعیف اور محتمل ہو اور موضوعات کا تو کچھ ذکر ہی نہیں ہے چنانچہ یہی طبقہ مادہ ابن جوزی کی کتاب موضوعات کا ہے۔

پانچویں طبقے میں وہ لوگ داخل ہیں جنھوں نے اُن باتوں کو جو فقیہوں اور صوفیوں اور مورخوں کی زبانوں پر تھیں اور جنکی کچھ اصل چاروں طبقات میں نہ تھی لیکر حدیث میں داخل کر دیا اور انھیں احادیث پر اہل بدعت اور معتزلہ وغیرہ نے سند کر کے اہلِ سنت پر اعتراضات کرنا شروع کیا اور بہت سے عالموں نے دہوکا کھایا خصوصاً اُن حدیثوں میں جنکو ہوشیار دنیا طلب عالموں نے قوی اسناد سے انھیں داخل کر دیا اور جنکو کلام بلیغ اور فصیح کے پیرایے میں ادا کیا تو ان احادیث سے سوائے بڑے محقق محدث کے ہر شخص نے

دھوکا پایا جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں ومنها مادسه الماجن فی دینه العالم بلسانه فاتی باسناد قوی لایمکن الجرح فیه وکلام بلیغ لا یبعد صدوره عنه صلی اللہ علیه وسلم فاثلم فی الاسلام مصیبة عظیمة لکن الجهابذة من اهل الاحادیث یوردون مثل ذالك علی المتابعات والشواهد فتهتك الاستار ویظهر العوار

غرض کہ سوائے چوتھے اور پانچویں طبقے کے باقی طبقات اہل حدیث کے ایسے ہیں کہ ہر وقت اور ہر زمانے میں اُس پر عمل کرنے سے آدمی اہل حدیث ہو سکتا ہے اور اپنی فقہ اور مسائل کا مدار طبقۂ اولیٰ اور ثانیہ کی کتابوں پر کر سکتا ہے اور جو لوگ اب تک اصحاب حدیث ہوئے اور ہیں اُنکا اسی پر عمل تھا اور ہے۔

یہ کیفیت جو باختصار ہمنے اہل حدیث کی بیان کی سمجھنے والے کے لیے اصحاب حدیث کے طریق تدوین فقہ کے لیے کافی ہے اسلیے اب ہم مجتہدین اور اصحاب الرائے کے طریق اور اُنکے اصول کو بیان کرتے ہیں۔

اوپر ہم بیان کر چکے ہیں کہ اگلے زمانے میں دو قسم کے لوگ تھے ایک وہ جو رائے اور قیاس سے بہت بچتے تھے اور فتوی استخراج سے بہت ڈرتے تھے اور حدیثوں ہی کو جمع کر کے انھیں سے مسائل نکالتے تھے اور اس فرقے کو اصحاب حدیث کہتے تھے چنانچہ اسکا حال اوپر مذکور ہو چکا۔

دوسری قسم میں وہ لوگ داخل تھے جو کہ فتوی اور استخراج ہی کو دین سمجھتے تھے اور رائے اور قیاس سے مسائل کا استنباط کرنا ہی اچھا جانتے تھے اور فقہ کو دین کی بنا کہتے تھے

اور اُسکے پھیلانے ہی کو دین کا پھیلانا سمجھتے تھے اور احادیث نبوی کا بہت لحاظ کرتے تھے
اور اُس میں کمی بیشی ہوجانے سے بہت ڈرتے تھے اُن کا قول تھا کہ ہم پیغمبر صاحب تک اپنے
مسائل کا سلسلہ نہیں پونہچاتے بلکہ اُن سے پیچھے ہی پر ختم کردینے کو پسند کرتے ہیں تاکہ جو کچھ
نقصان یا زیادتی ہو وہ انھیں لوگوں کی گردن پر رہے ہم مواخذے سے محفوظ رہیں چنانچہ
ابراہیم نخعی کا مقولہ تھا کہ قال عبد اللہ وقال علقمہ احب الینا کہ یہ کہنا مجھے اچھا معلوم ہوتا
ہی کہ کہا عبد اللہ نے ایسا اور کہا علقمہ نے ویسا پس ان لوگوں کو جب ضرورت فقہ کی تدوین
کی ہوئی تو اُنکے پاس اتنی حدیثیں پیغمبر کی اور آثار صحابہ کے نہ تھے جس سے وہ اپنے مسائل
کو اُنسے نکال سکیں اور صرف انھیں چند آسان اصول کی پابندی سے جنسے اہل حدیث احکام
نکال لیتے تھے اپنا کام چلا سکیں اُنکے دلوں نے اس بات کو بھی قبول یا پسند نہ کیا کہ وہ اپنے
اپنے شہروں کے علما اور فقہا کے قولوں کے پابند نہ رہیں اور اور شہروں اور مقاموں
کے فقہا اور علما کے اقوال کی تحقیق کرکے اُن سب کو ملاویں اور اُنسے بحث کرکے اپنا کام
نکالیں بلکہ اُنھوں نے اپنے آپ کو براہ کسر نفسی اس لائق نہ جانا اور اپنے اماموں و استادوں
کو اعلیٰ درجہ پہ پہونچا ہوا سمجھکر اوروں کی طرف رجوع کرنا یا اُنکے اقوال کو تحقیق کرنا فعل
عبث تصور کیا اور اپنی ہمت کو اپنے ہی شہروں کے علما اور اپنے ہی اماموں کے اقوال پر
قناعت کر لینے پر ختم کردیا چنانچہ کسی نے کہا کہ عبد اللہ سے زیادہ کوئی محقق نہیں ہے
کسی نے کہا کہ علقمہ سے اچھا کوئی نہیں ہے غرض کہ ایسے لوگوں کے پاس مادہ احادیث
اور آثار کا بہت سا نہ تھا اور اُن کا علم چند شخصوں ہی کے علم پر محدود تھا پس جب ایسے لوگونکو

فقہ کی تدوین کی ضرورت ہوئی اور خدا نے اُن کو ذہن کی تیزی اور عقل کی چالاکی ایسی ہی
تھی کہ وہ اپنی فطانت اور فرہت اور سرعت انتقال سے تخریج مسائل کی قدرت کامل
رکھتے تھے اور چند ہی اصول سے وہ بے انتہا جزئیات نکال سکتے تھے تو اُنھوں
نے اپنے ہی اصحاب اور یاروں اور اُستادوں کے اقوال اور احادیث کو مدار فقہ
کا بنایا اور اُسی تھوڑے سے سرمایہ سے فقہ کی دولت کو بڑہانا چاہا تو اُنھوں نے فقہ کو
تخریج کے قاعدے پر ترتیب دیا اور ہزاروں احادیث کے یاد کرنے اور خیال رکھنے سے
اپنے تئیں بچایا۔

تخریج کا قاعدہ کیا تھا۔ یہ تھا کہ اُنھوں نے اپنے اُستاد یا امام جسکو وہ قابل استنادسمجھے
اُس کی کتاب اور اقوال کو پیش نظر رکھا اور مسائل کو انھیں سے استخراج کرنا شروع کیا اگر کوئی مسئلہ
اسمیں بتصریح ہوتا تو خیر ورنہ اُنکے کلام کے عمومات پر لحاظ کرتے اور اُسی صورت پر اُس مسئلے
کو نکال لیتے یا اُنکے کلام کے اشارات ضمنی پر خیال کرتے اور اُس سے استنباط کرتے
پس اُنکے کلام کے اشارات اور مقتضیات ایسے ہوتے کہ اُس سے مطلب نکل آتا یا اُنہیں
ایسے مسائل بتصریح مذکور ہوتے کہ مثل اُسکے اور مسائل اُسی نظیر کے اُسپر محمول کر لیے
جاتے اگر اُن سے بھی کام نہ چلتا تو اُنکے کھولے ہوئے حکموں کی علت دریافت کرتے
اور جن مسائل کی اُنھوں نے تصریح نہ کی تھی اُسی علت کے اتحاد سے اُسپر حکم قائم کر لیتے
یا اُنکے بعض کلام ایسے ہوتے تھے کہ اگر دو کو ملا دیں تو موجب قیاس اقترانی یا شرطی
کے نتیجہ نکل آتا اور اُس سے مسئلہ معلوم ہو جاتا یا اُنکے کلام ایسے ہوتے کہ جنکا مطلب مثالوں

ہی میں مذکور ہوتا اور کوئی حد جامع مانع اسکی نہوتی تو ایسے کلام کی تحقیق کے لیے اہل زبان کی طرف رجوع کرنا پڑتا اور تحصیل ذاتیات اور ترتیب مقدمات اور ضبط مبہمات اور تمیز مشکلات کے لیے تکلفات علمی کرنی پڑتے یا انکا کلام دو وجہوں کا محتمل ہوتا تو ایک کی دوسرے پر ترجیح کرتے یا ایسا ہوتا کہ جسکی دلائل پوشیدہ ہوتیں اُنکو صاف بیان کرتے یہان تک کہ ایسی تخریج کرنے والوں میں سے بعضے ایسے ہوے ہیں کہ جنہوں نے اپنے اماموں ہی کے فعل اور سکوت سے مسائل میں استدلال کیا ہے اسی واسطے اُن کی کتابیں ایسے لفظوں سے بھری ہیں جنسے ہمارے اس قول کی تصدیق ہوتی ہے مثلاً القول المخرج لفلان کذا ویقال علی مذهب فلان او علی اصل فلان او علی قول فلان جواب المسئلة کذا وکذا

پس جس طرح پر اصحاب حدیث اپنے مسئلوں کو احادیث ہی سے نکالنا پسند کرتے تھے اسی طرح پر اصحاب تخریج اپنے مسائل کو اپنے ہی ائمہ کے اقوال سے نکالتے تھے اور چونکہ اصحاب حدیث کی نظر بہت سی حدیثوں پر تھی اور اُن کو اکثر سب مسائل میں احادیث نبوی یا آثار صحابہ سے کوئی حدیث یا اثر ملجاتے تھے اسلیے اُنکو استخراج اور استنباط کے اصول اور قواعد بنانے اور راے اور عقل سے کام لینے کی نوبت نہ آئی اور اصحاب تخریج چونکہ اپنے ہی ائمہ کے اقوال پر قناعت کرتے تھے اور اُنہی سے سارے مسئلے نکالنا چاہتے تھے اسلیے اُن کو اُس استخراج اور استنباط کے دقیق دقیق اصول اور باریک باریک قاعدے بنانے پڑے اور اُنمیں راے اور عقل سے کام لینا پڑا۔

پس شروع شروع زمانے میں تو اصحاب تخریج بھی احادیث پسند کرتے تھے گو وہ

حدیثیں وہی ہوں جو اُنکے اُستادوں اور پیشواؤں سے اُنھیں پہونچی تھیں اور اُسوقت میں
وہ باریکیاں جو پیچھے کرکے نکلیں نکلی تھیں لیکن پیچھے کرکے تو اصحاب تخریج نے قیامت
ہی بپا کر دی اور فقہ کو یونانی حکمت اور فلسفہ کا ہمسر بنا دیا لفظوں سے معنی کا نکالنا اور
عبارت سے مقصد سمجھنا بغیر انکے اصول مقررہ کے غیر ممکن ہوگیا بلکہ الفاظ بیک طرف
حرفوں کی تبدیل سے مطلب میں فرق آنے لگا (ف) اور (و) پر استدلال اور کلمے کی
تقدیم اور تاخیر سے مطلب اور کا اور ہونے لگا اور پھر جسقدر زمانہ بڑہتا گیا اور نبوت کا
عہد دور اور فلسفہ اور معقولات کا مسلمانوں میں رواج ہوتا گیا اُسی قدر راے اور قیاس
کو زیادہ دخل ہوا اور منقولات میں معقولات کا ایسا خلط ہوگیا کہ بغیر منطق کے قواعد سیکھنے
اور فلسفہ کے پڑہنے کے فقہ کی کتابوں کا سمجھنا مشکل ہوگیا چنانچہ ابتک ہمارے آپس میں
مشہور ہی کہ بغیر منطق میں کامل استعداد رکھنے کے کوئی ہدایہ سمجھ ہی نہیں سکتا اور بلا
واقف ہونے محاورات جدیدہ جدیدہ کے کوئی مبسوط سرخسی اور تبیین کا مطلب دریافت
نہیں کرسکتا پس حقیقت میں اصحاب الراے وہی ہیں جو احادیث اور آثار کا تتبع نہیں کرتے
اور متقدمین میں سے کسی کے اصول پر مسائل کی تخریج کرتے ہیں اور نظیر کو نظیر ہی پر
محمول کرتے ہیں اور یہ مطلب اہل راے سے نہیں ہی کہ جو سمجھ اور عقل کو دخل دیتے
ہیں اور قیاس اور استنباط سے کام لیتے ہیں اسلیے اگر راے سے مراد نفس فہم
اور عقل ہو تو کوئی اہل حدیث نہو اور سب کے سب صاحب الراے کہلاے جائیں
حالانکہ ایسا نہیں ہی امام احمد حنبل اور اسحاق بن راہویہ بلکہ امام شافعی بھی اصحاب الراے

خارج اور اہل حدیث میں داخل سمجھے جاتے ہیں لیکن آخر وہ بھی استنباط کرتے تھے اور قیاس
سے کام لیتے تھے۔

غرضکہ [illegible] دونوں میں یہ ہے کہ جو کتاب و سنت کو بلا پابندی کسی شخص کے
اصول کے پیش نظر رکھکر اُنسے مسائل کو لے یا استنباط کرے وہ اہل حدیث ہے اور جو کتاب
و سنت سے [illegible] ختم سمجھے اور کسی شخص یا کسی فرقے کے اصول اور کلام ہی پر مدار
فقہ کا [illegible] کے مقرر کیے ہوئے اصول اور بتلائے ہوئے قاعدوں پر استخراج
[illegible] وہ [illegible] ہے۔

چھٹے تقلید اور عمل بالحدیث پر ایک مقلد اور غیر مقلد کا مباحثہ

مقلد سائل حضرت حنفی ہیں یا شافعی۔

غیر مقلد مجیب میں محمدی ہوں [illegible] جس کی
نبوت [illegible] ہوا اسی سے لئے آپ کو منسوب کرتا ہوں۔

مقلد معلوم ہوا آپ غیر مقلد ہیں [illegible] ہیں۔

غیر مقلد [illegible] تقلید کو [illegible]
ہوتا ہے [illegible] نہ کسی حدیث سے۔

مقلد تقلید کا وجوب اجماع سے ثابت ہے اور اجماع کا اتباع واجب ہے اور اسکا منکر
کافر ہے۔

غیر مقلد۔ اجماع کی تعریف کیا ہے۔

مقلد الاجماع ھو فی اللغۃ الاتفاق و فی الشریعۃ اتفاق مجتہدین صالحین من أمۃ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام فی عصر واحد علی امر قولی و فعلی یعنی لغت میں تو اسکے معنی ہیں اتفاق کے اور شریعت کی اصطلاح میں اتفاق کرنا نیک اور صلاحیت رکھنے والے مجتہدین کا امت محمدی سے کسی ایک زمانے میں اوپر کسی امر قولی یا فعلی کے۔

غیر مقلد۔ مجتہدین اور صالحین کے قیود کی وجہ بیان کیجئے۔

مقلد۔ المراد بالمجتہدین جمیع المجتہدین الکائنین فی عصر من الاعصار واحترز بہ عن اتفاق المقلدین واحترز بقولہ صالحین عن اتفاق مجتہدین ذوی ہوی و فاسقین (حاشیہ نور الانوار) وقید بالمجتہدین اذلا عبرۃ باتفاق العوام وعرف بلام الاستغراق احترازا عن اتفاق بعض مجتہدی عصر (تلویح) واھل الاجماع من کان مجتہداً صالحاً لما یستغنی عن الری (نور الانوار) اسی سے معلوم ہوا کہ تمام اُن مجتہدین کا اتفاق ضروری ہے جو کہ نیک ہوں اور صلاحیت رائے دینے کی رکھتے ہوں اور فاسق اور بدعتی نہوں۔

غیر مقلد۔ اب آپ ہی انصاف فرمائیے کہ بعد ائمہ اربعہ کے کتنے مجتہدین صالحین کا اجماع تقلید کے وجوب پر ہوا ہے اول تو تقلید کی بدولت کسی پر مجتہد کا اطلاق آپ کر ہی نہیں سکتے دوسرے جو مجتہد ہوئے ہیں وہ تقلید کے عدم وجوب کے معتقد رہے ہیں خیر اب یہ

فرمائیے کہ اجتہاد کی تعریف کیا ہے اور مجتہد ہونے کے لیے کیا شرط ہے۔

مقلد۔ والاجتہاد هو فی اللغة تحمل الجهد الی المشقة وفی الاصطلاح استفراغ الفقیه الوسع لتحصیل ظن بحکم شرعی ومعنی استفراغ الوسع بذل تمام الطاقة بحیث یحس من نفسه العجز عن المزید علیه وشرط الاجتهاد ان یجمع العلم بامور ثلثة الاول الکتاب فی المراد بالکتاب قدر ما یتعلق بمعرفة الاحکام الثانی السنة قدر ما یتعلق بالاحکام ووجوه القیاس بشرائطها واقسامها واحکامها (تلویح)، پس جو شخص کتاب اور سنت کو جسقدر کہ متعلق احکام کے ہو اور وجوہ قیاس کو جانے وہ مجتہد ہے۔

غیر مقلد۔ اگر کسی بات پر ایک زمانے کے مجتہدین نے اجماع کیا ہو اور دوسرے زمانے کے مجتہدین کا اجماع برخلاف اُسکے ہو تو دوسرا اجماع بھی واجب الاتباع ہے یا نہیں۔

مقلد۔ قیل یشترط للاجماع اللاحق عدم الاختلاف السابق عند ابی حنیفة رحمة الله علیه ولیس کذلك فی الصحیح بل الصحیح انه ینعقد عنده اجماع متاخر ویرتفع الخلاف السابق من الاجماع اللاحق (نور الانوار)، قوله انه ینعقد عنده ای عند الامام الاعظم اجماع متاخر اذ المعتبر انما هو اتفاق مجتهدی العصر سواء تقدم الخلاف اولا والدلائل الدالة علی الحجة الاجماع لیست بمقیدة لعدم الاختلاف السابق قوله ویرتفع الخلاف السابق لان دلیل السابقین

امحی لغیر لو یبق دلیلاً یعتد به بعد انعقاد الاجماع علی خلافه کما اذا [illegible]

نص بعد العمل بالقیاس (حاشیہ نور الانوار) یعنی دوسرا اجماع خلاف اجماع سابق کے

جائز ہے اور پہلا اجماع مرتفع ہو کر دوسرے اجماع کا اتباع واجب ہے اسلیے کہ دوسرے

اجماع نے پہلے اجماع کو ایسا باطل کر دیا جس طرح کہ نص کے مل جانے سے قیاس کا حکم

باطل ہو جاتا ہے۔

غیر مقلد۔ حضرت نسخ میں اور اس میں کچھ فرق ہے؟ لا نسخ بعد انقطاع الوحی۔

مقلد۔ اجیب بجوازہ فیما یثبت بالاجتہاد علی معنی انه لما انتہی [illegible]

الحکم لانتہاء المصلحۃ وفق اللہ المجتہدین للاتفاق علی القول الاخر و رفع الخلاف و

ان لم یعد قواعد الحکم و تبدل المصلحۃ (تلویح) کہ ایسا نسخ ان معنی کرکے جائز ہے کہ

حکم بسبب ختم ہونے مصلحت کے تمام ہو گیا تب خدا نے دوسرے زمانے کے مجتہدین کو

دوسرے قول پر متفق کر دیا کو [illegible] کی تبدیل کے سبب سے [illegible]

[illegible] اذا اختلفوا [illegible] کان علی اقوال کان

اجماعاً منھم علی ان ما عداھا باطل ولا یجوز لاحد بعدھم احداث قول

آخر وقیل ھذا فی الصحابۃ خاصۃ وھذا یسمی اجماعاً مرکبا (نور الانوار) پس جب کسی مسئلے

میں کسی زمانے کے لوگوں میں اختلاف ہو چکا ہو تو ان قولوں کے سوا تیسرا قول باطل ہے

اور پھر بعد انکے آنے والے لوگوں کو نئی بات کا نکالنا جائز نہیں ہے اور بعضوں نے

کہا ہے کہ یہ مخصوص ساتھ صحابہ کے ہے۔

غیر مقلد۔ اس اصول کے قائم کرنے سے غرض حضرات فقہا کی یہی ہے کہ انحصار
مذہب کا انہیں چار میں ہو جاوے لیکن اگر اختلاف سے مراد ایک ہی زمانہ کا اختلاف
ہے تو وہ ان مذہب میں بھی موجود ہے کہ امام مالک اور امام ابو حنیفہ دونوں ہمعصر تھے اور باہم
مخالف اور اگر ایک زمانے کے اختلاف کی خصوصیت نہیں ہے پس کیونکر ہمارا اختلاف معتبر نہوگا
جس طرح کہ امام شافعی و احمد بن حنبل کا اختلاف معتبر ہوا اور موافق اصول ما عدا ان کا باطل کے
باطل نہ ٹھہرا۔

متقلد۔ الجواب عنہ صعب (نور الانوار) بیشک یہ ذرا مشکل بات ہے۔
الا ان یقال الاختلاف المعتبر ہو الذی فی زمان واحد والشافعی وغیرہ
اذا قالوا قولا انما یقولان اذا جری بہ رای ابی یوسف ومحمد مع ابی حنیفۃ
او کان اختلاف بین الصحابۃ فاخذ ابو حنیفۃ رحمۃ اللہ بقول صحابی
ومالک والشافعی بقول صحابی آخر (تفسیر احمدی) پس اختلاف معتبر وہی ہے جو ایک زمانہ
میں ہوا اور اس سے مذہب شافعی وغیرہ کا باطل نہیں ہوتا اسلیے کہ جو کچھ انھوں نے اختلاف
کیا ہے یا تو وہی ہے جس میں پہلے سے امام ابو حنیفہ کے شاگرد انسے مخالف تھے یا وہ اختلاف
صحابہ میں پہلے ہی ہو چکا تھا۔

غیر مقلد۔ خدا کے لیے انصاف کرو کہ کیسی بارد دلیل ہے اور اسکا بیان کرنا عقلا کی
شان سے کیسا بعید ہے کہ ایک زمانے کا اجماع دوسرے زمانے کے اجماع کو منسوخ

٭ یہ تقریر نور الانوار کی ہے۔

کر دے اور وہ لطف الہی سمجھا جاے اور ایک زمانے کے دو مختلف قولوں کے بعد دوسرے زمانے میں تیسرے قول کا نکالنا جائز ہی نہ ہو بلکہ باطل ٹھہرے -

مقلد- کیا آپ اجماع کے منکر ہیں -

غیر مقلد- اجماع کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ مستند اُسکا کتاب و سنت ہو دوسرے یہ کہ فقط علما اور فقہا کا اتفاق ہی اتفاق ہو خواہ کسی ضرورت سے خواہ کسی مصلحت سے پہلی صورت کا اجماع واجب الاتباع ہے اور درحقیقت وہ کتاب و سنت کا اتباع ہے اور دوسری قسم کا اتباع نہایت ہی بُرا ہے-

مقلد- ہماری غرض بھی اجماع سے پہلا ہی اجماع ہے لیکن یہ ضرور نہیں ہے کہ ہم ہر اجماع کی نسبت ثابت کر سکیں کہ مستند اُسکا کتاب و سنت ہے مگر چونکہ بے ایسے استناد کے علما کا اجماع کرنا محال ہے اسلیے ہر اجماع کو پہلی ہی قسم کا اجماع سمجھنا چاہیے -

غیر مقلد- یہی آپ کی غلطی ہے-

مقلد- دلیل اس غلطی کی بیان کیجیے-

غیر مقلد- سنئے خدا فرماتا ہے کہ اذا قیل لھم اٰمنوا بما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ اٰباءنا جب اُنسے کہا جاتا ہے کہ ایمان لاؤ تو وہ یہی کہتے ہیں کہ ہم اُسی کی پیروی کرتے ہیں جو اپنے باپ دادوں کو پایا پس وہ بھی اپنے بزرگوں کے اجماع کو ایسے ہی خیال سے واجب الاتباع جانتے تھے-

دوسری آیت میں خدا فرماتا ہے کہ اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ

کہ یہودیوں و عیسائیوں نے اپنے احبار اور رہبانوں کو اپنا رب ٹھہرالیا ہے حالانکہ نہ کوئی یہودی نہ کوئی عیسائی کسی رہبان کو رب کہتا تھا بلکہ اُن کی نسبت ایسا خوش عقیدہ بہے کہتے تھے کہ جو وہ حلال کہہ دیتے تو اُسکو حلال جانتے جو وہ حرام کہہ دیتے اُسکو حرام سمجھتے +

اگر خدا کی کتاب پر اطمینان نہو تو فقہا اور علما کے اقوال سنیے قال الشعبی ما حدثوک هٰؤلاء عن رسول الله صلے الله علیه وسلم فخذ به وما قالوه برایهم فالقه فی الحش (ازالة الخفا) کہ جو لوگ پیغمبر خدا کی طرف سے کہیں اُسے تو لے لو اور جو اپنی رائے سے کہیں اُسے پاخانے میں ڈالدو۔

عن عبد الله ابن عباس و عطاء و مجاهد و مالك بن انس رضی الله عنهم انهم كانوا يقولون ما من احد الا وهو ماخوذ من كلامه و مردود عليه الا رسول الله صلے الله علیه وسلم عبد الله ابن عباس اور عطا اور مجاہد اور مالک ابن انس ان سب کا یہ قول تھا کہ کوئی شخص نہیں ہے مگر اُسکا کلام لیا جا سکتا ہے اور ترک بھی ہو سکتا ہے سوائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

قال بعض السلف ما جاءنا عن رسول الله صلے الله علیه وسلم قبلناه علی الراس والعین وما جاءنا عن الصحابة رضی الله عنهم فناخذ منه و نترك وما جاءنا عن التابعين فهم رجال ونحن رجال کہ جو کچھ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے وہ تو ہمارے سر پر اور ہماری آنکھوں پر اور جو کچھ صحابہ نے کہا اور کیا ہے اُس سے ہم لیتے بھی ہیں

+ دیکھو ترمذی شریف۔

اور چھوڑتے بھی ہیں اور جو کچھ تابعین نے کہا اور کیا ہے تو وہ بھی آدمی تھے اور ہم بھی آدمی ہیں ومنہا ان یکون اعتمادہ فی علومہ علی بصیرتہ وادراکہ لصفاء قلبہ لا علی الصحف والکتب ولا علی تقلید ما یسمعہ من غیرہ وانما المقلد صاحب الشرع صلوات اللہ علیہ وسلامہ ومن انکشف عن قلبہ الغطاء واستنار بنور الہدایۃ صار فی نفسہ متبوعاً مقلداً فلا ینبغی ان یقلد غیرہ کہ عالم کی صفات میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اپنے علوم میں اپنی بصیرت اور ادراک پر زیادہ بھروسہ کرے نہ صحیفوں اور کتابوں پر اور نہ دوسرے کی تقلید پر کیونکہ وہ شخص جسکی تقلید ضرور ہے صرف صاحب شریعت ہے پس جو شخص نور ہدایت سے اپنے دل کو روشن کریگا وہ خود متبوع ہوگا نہ کہ مقلد تو کیونکر دوسروں کی تقلید کرنا زیبا ہوگا۔

ومنہا ان یکون شدید التوقی من محدثات الامور وان اتفق علیہ الجمہور فلا یغرنہ اطباق الخلق علی ما احدث بعد الصحابۃ رضی اللہ عنہم (احیاء العلوم) یعنی ہمیشہ محدثات امور سے بچتا ہے گو سب کے سب اسپر متفق ہوں اور ہرگز اجماع خلائق پر بعد صحابہ کے فریفتہ نہو اسلیے کہ یہ بڑا دھوکا ہے فان الناس راؤا رأیا فیما ہم فیہ لمیل طباعہم الیہ ولم تسمح نفوسہم بالاعتراف بان ذلک سبب الحرمان من الجنۃ فادعوا انہ لا سبیل الی الجنۃ سواہ غرض کہ یہ اقوال اور مثل اسکے ہزار قول اور ہیں جنسے برائی اُس اجماع کی ثابت ہوتی ہے جسکا مستند کتاب وسنت نہو۔

مقلد۔ وجوب تقلید پر جو اجماع ہے وہ پہلی ہی قسم کا ہے کہ اُس کا مستند کتاب و

سنت ہی۔

غیر مقلد۔ یہ آپ کی غلطی ہی تقلید پر جو اجماع ہی وہ وہ اجماع نہیں ہی جسکا مستند کتاب و سنت ہو۔

مقلد۔ اسکو ثابت کیجیے۔

غیر مقلد۔ سُنیے اجماع کو جو اہل اصُول نے مثل کتاب و سنت کے شرعی حجت قرار دیا ہی اُسپر غور کرنا ضرور ہی کہ سبب اسکا کیا ہی پس اگر یہ کہا جاوے کہ فقط امت کا جمع ہو جانا اور سب لوگوں کا ایک بات پر اتفاق کر لینا ہی حجت شرعی مثل قرآن و حدیث کے ہی تو عقل سلیم اُسکو قبول نہ کرے گی کہ اُن لوگوں کی راے جو کہ غیر معصوم ہیں صرف اتفاق کے سبب سے ایک معصوم کے قول یا خدا کے کلام کی نہ صرف برابر ہووے بلکہ اُسکو منسوخ کر دے جیسا کہ صاحب دراساۃ اللبیب فی الاسوۃ الحسنۃ بالحبیب اپنی کتاب کی درسہ ثامنہ میں لکھتے ہیں ان نفس الاجماع عبارۃ عن اراء مجتمعۃ من علماء عصر واحد و اراء الرجال لیست من نسخ کلام المعصوم فی شیئ ولیس فی نفس اجماع الامۃ بمجردۃ عندی ما یوجب القطع یعنی اجماع عبارت ہی کسی زمانہ کے علماء کی رایوں کے جمع ہونے سے اور آدمیوں کی رایوں کو ایسی قوت نہیں ہو سکتی کہ وہ کسی بات کو معصوم کی منسوخ کر دے پس میرے نزدیک فقط امت کا اجماع دلائل ناطقہ میں سے نہیں ہی پس جب اس قسم کا اجماع یعنی فقط اتفاق کر لینا ہی لوگوں کا قابل حجت نہ ٹھہرا تو ضرور ہوا کہ اُس اجماع کی کوئی سند کتاب و سنت سے ہووے یعنی کسی آیت یا کسی حدیث

کے سبب سے اس اجماع کا ہونا پایا جاوے پس ایسے حال میں درحقیقت کتاب و سنت حجت شرعی ٹھہرے : نفس اجماع بلکہ اجماع صرف اُسکے مطلب اور مراد کا ظاہر کرنے والا ٹھہرا اور چونکہ ثبوت اجماع کے لیے ضرور ہے کہ تمام حافظان حدیث اور مشائخ اور مجتہدین زمانے کے اُس میں داخل ہوں اور اُن سب کا اتفاق ہو تو ایسی حالت میں امت محمدی کا ضلالت پر اجماع کرنا + محال ہے اسلیے کہ قطع نظر نقل کے عقل سلیم بھی قبول نہیں کرتی کہ سارے علما اور فقہا اور محدث ایسی بات پر اجماع کریں جو کہ کتاب و سنت کے مخالف ہو لیکن ایسا اجماع جسکا مستند کتاب و سنت ہو اور جس میں تمام محدثین اور فقہا داخل ہوں نسبت تقلید کے نہیں ہے کہ اُسکو ہم ثابت کرتے ہیں چند دلیلوں سے۔

اولاً۔ خدا کی کتاب سے پہلی آیت اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء۔

دوسری آیت فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ اولئک الذین ھداھم اللہ واولئک ھم اولوا الالباب۔

تیسری آیت فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تومنون باللہ والیوم الاٰخر

+ اجماع کے معنی اتفاقیہ جمع ہو جانا لوگوں کا کسی بات پر نہیں ہے یعنی اگر کوئی بات ایسی ہو کہ اُسکو سب لوگ بغیر غور و فکر کے کہتے یا کرتے چلے آئے ہوں تو اُسپر اطلاق اجماع کا نہیں ہو سکتا بلکہ اجماع کے لیے ضرور ہے کہ اُسپر بحث و تکرار ہوئی ہو اور دلائل موافق و مخالف بحث میں آئے ہوں اور بعد تمام مباحثے کے کسی امر پر اجماع ہو گیا ہو پس اگر بعد اُس اجماع کے کوئی ایسی دلیل مخالف بر آمد ہو جو اس اجماع میں مباحثے میں نہیں آئی تھی تو وہ اجماع حجت نہیں رہتا۔

ابن حزم جسکے کلام کو شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں نقل کیا ہے یہی آیتیں حرمت تقلید کے ثبوت میں بیان کرتا ہے حیث قال التقلید حرام ولا یحل لاحد ان یاخذ قول احد غیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلا برهان کہ تقلید حرام ہے اور کسی کو جائز نہیں ہے کہ کسی کے قول کو سوائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر دلیل کے قبول کرے اور ابن حزم ان روایتوں کو نقل کرکے یہ نتیجہ نکالتا ہے کہ فلم یبح اللہ تعالی الرد عند التنازع الی احد دون القرآن والسنۃ وحرم بذلک الرد عند التنازع الی قول قائل لانہ غیر القرآن والسنۃ یعنی نہیں مباح کیا ہے اللہ تعالیٰ نے رجوع کرنا وقت تنازع کے کسی کی طرف سوائے قرآن اور حدیث کے اور حرام کردیا ہے اس سے رجوع کرنا کسی کہنے والے کی بات پر اس لیے کہ وہ قرآن اور سنت نہیں ہے۔

ثانیاً۔ احادیث نبوی باب الاعتصام بالکتاب والسنت احادیث صحاح کے ملاحظے سے ثابت ہوتا ہے کہ پیغمبر خدا علیہ التحیت والثنا نے ہمیشہ تاکید اپنی اور اپنے صحاب کی ہی پیروی کی اور نئی باتوں سے بچنے اور اپنی احادیث پر تمسک کرنے کی کی ہے اور تقلید سے سوائے اپنے اپنے امام کے اقوال کی تبعیت کے کوئی نہ حدیث پر عمل کرنیکا مجاز ہے، نہ اقوال و اعمال صحابہ پر تمسک کرسکتا ہے۔

ثالثاً۔ اقوال صحابہ وتابعین وتبع تابعین عن ابن عباس ما تخافون ان تعذبوا ویخسف بکم ان تقولوا قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وقال فلان

کہ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ کیا تم عذاب نازل ہونے سے نہیں ڈرتے ہو جو یہ کہتے ہو کہ یہ پیغمبر خدا نے فرمایا اور فلاں شخص نے یوں کہا ہی یعنی پیغمبر صاحب کے قول کے بعد دوسرے کے قول کو دیکھتے ہو قال ابن عمر لجابر ابن زید انک من فقہاء البصرۃ فلا تفت الا بقران ناطق او سنۃ ماضیۃ فانک ان فعلت غیر ذلک ہلکت و اہلکت۔ حضرت ابن عمر نے جابر ابن زید سے کہا کہ تم بصرے کے فقیہوں میں سے ہو اسلیے تم فتوی نہ دینا بجز قرآن ناطق اور حدیث صریح کے ورنہ خود ہلاک ہو گے اور اوروں کو ہلاک کرو گے۔

اخرج الترمذی عن ابی السائب قال کنا عند وکیع فقال لرجل ممن ینظر فی الرای اشعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و یقول ابو حنیفہ ھو مثلۃ فقال الرجل فانہ قد روی عن ابراھیم النخعی انہ قال الاشعار مثلۃ قال رایت وکیعا غضب غضبا شدیدا و قال اقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و تقول قال ابراھیم ما احقک بان تحبس ثم لا تخرج حتی تنزع عن قولک ترمذی نے ابی سائب سے روایت کی ہی کہ میں وکیع کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اُنھوں نے ایک آدمی سے جو کہ صاحب الرائے تھا کہا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اشعار کیا ہی اور ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ وہ مثلہ ہی تو اُس آدمی نے کہا کہ ابراہیم نخعی سے ایسی ہی روایت پہونچی ہی یہ سنکر وکیع کو نہایت غصہ ہوا اور کہنے لگے کہ میں تو کہتا ہوں کہ فرمایا ہی پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اور تو کہتا ہی کہ کہا ہی ابراہیم نخعی نے پس

تیری یہی سزا ہے کہ تو قید کیا جاے اور جبتک اپنے اس قول سے نہ پھرے تب تک جیلخانہ میں رہے

حدیث عبادة بن الصامت الانصاری النقیب صاحب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انہ غزا مع معاویة ارض الروم الی قولہ فقال عبادة احدثک عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وتحدثنی عن رأیک ان اخرجنی اللہ سبحانہ لا اساکنک بارض لک علی فیہا امرة رواہ ( )

عبادت بن الصامت نے امیر معاویہ سے کہا کہ یہ لوگ چاندی کے ٹکڑوں کو درہم سے اور سونے کے ٹکڑوں کو دینار سے فروخت کرتے ہیں یہ سود ہے اسلیے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لا تبتاعوا الذھب بالذھب الا مثلاً بمثل امیر معاویہ نے کہا کہ میں اسکو ربا نہیں جانتا تو وہ غصہ ہوے اور کہنے لگے کہ میں تو پیغمبر خدا علیہ التحیة والثنا کا قول بیان کرتا ہوں اور تم اپنی راے بیان کرتے ہو اگر خدا نے مجھے اس جگہ سے نکالا تو کبھی میں وہاں نہ رہونگا جہاں تم امیر ہو۔

قال الھروی وروینا عن محمد الکوفی وکان من ابسلام بمکان قال رایت الشافعی رحمة اللہ تعالی بمسئلة یفتی الناس الی قولہ فقال الشافعی رحمة اللہ علیہ ما اخرجنی یا اسحاق ان یکون غیرک فی موضعک فکنت امرہ لعرکت اذنیہ اقول قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وانت تقول عطاء وطاؤس وابراھیم والحسن وھل لاحد مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حجة

کہ ایک جگہ امام شافعی اور امام احمد اور اسحاق بن راہویہ جمع تھے ایک مسئلے پر امام شافعی نے حدیث نقل کی اسحاق بن راہویہ نے بمقابل اُسکے حسن اور ابراہیم اور عطار اور طاؤس کی راے اور قول کو مخالف اُسکے نقل کیا امام شافعی غصہ ہوئے اور کہا کہ اے اسحاق افسوس ہے بجائے تیرے دوسرا آدمی نہوا ورنہ میں اُسکی گوشمالی کراتا کہ میں تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نقل کرتا ہوں اور تم عطا اور طاؤس اور ابراہیم اور حسن کے قول کو نقل کرتے ہو کسی کو پیغمبر خدا کے ساتھ کچھ حجت نہیں ہے۔

قال محیی السنة وجاء رجال الی مالك فسئله عن مسئلة فقال له قال رسول الله صلی الله علیه وسلم كذا وكذا فقال الرجل ما رایك فقال مالك فليحذر الذين يخالفون عن امره ان تصيبهم فتنة او يصيبهم عذاب اليم الا قوله ان التعزير الوارد على مثل اسحق رحمه الله عليه مع جلالته قدره من الشافعي رحمه الله عليه لم يكن الا لزيد من التقوله يقول الفقيه في مقابلة الحديث

کہ ایک شخص نے امام مالک سے آکر ایک مسئلہ پوچھا اُنھوں نے کچھ جواب دیا کہ ایسا ایسا فرمایا ہے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس شخص نے کہا پھر تم کیا کہتے ہو امام مالک خفا ہوے اور کہا کہ تو نے قدر پیغمبر خدا کی نہ جانی اب تو سوچ کہ اسحٰق بن راہویہ سے جلیل القدر امام کو امام شافعی نے صرف اسی سبب سے قابل تعزیر جانا کہ اُنھوں نے مقابلہ میں حدیث کے فقیہہ کے قول کو نقل کیا تہا پس اس قول سے امام مالک نے اُس شخص کو ڈرایا جو کہ بمقابلہ حدیث کے دوسری راے دریافت کرے۔

قيل لشعبي لا تحضر المسجد فقال لقد بغض الي هؤلاء هذا المسجد حتى صار ابغض الي من كناسة داري فقيل له من هؤلاء يا ابا عمرو فقال اصحاب الرأي کہ شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے کہا کہ آپ مسجد میں نہیں آیا کرتے انھوں نے جواب دیا کہ لوگوں نے مجھے مسجد کا ایسا دشمن کر دیا ہے کہ میں اسکو اپنے گھر کی بری سی بری جگہ سے بھی زیادہ برا جانتا ہوں لوگوں نے کہا کہ وہ کونسے لوگ ہیں تب انھوں نے کہا کہ اصحاب رائے۔

قالوا لاحمد مرة لم لا تصنع للناس في الفقه شيئا فقال او لاحد كلام مع الله تعالى ورسوله صلى الله عليه وسلم کہ امام احمد حنبل سے کسی نے کہا کہ آپ فقہ میں کوئی کتاب کیوں نہیں لکھتے جواب دیا کہ خدا اور رسول کے ہوتے ہوئے کسی کو مجال کلام کی نہیں ہے۔

غرضکہ مثل اسکے اور صدہا اقوال صحابہ و تابعین کے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ تقلید کسی کی سوائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں ہے لیکن ہم قطع نظر ان اقوال کے خاص چاروں اماموں کے اقوال نقل کرتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ انھوں نے اپنی تقلید کا ان کو جائز ہی نہیں رکھا۔

یواقیت الجواہر میں لکھا ہے کہ روی عن ابی حنیفة رحمه الله انه كان يقول لا ينبغي لمن لا يعرف دليلي ان يفتي بكلامي وكان رضي الله عنه اذا افتى يقول هذا رأي نعمان بن ثابت یعنی امام ابو حنیفہ فرماتے تھے کہ جو شخص میری

برخلاف اسکے مقلدین فرماتے ہیں کہ تحقیق [illegible]
[illegible]

دلیلوں کو نہ جانے اُسے سزاوار نہیں ہے کہ میرے کلام پر فتویٰ دے اور خود انکا یہ قاعدہ تھا کہ جب وہ کچھ فتوی دیتے تو صاف یہ کہدیتے کہ یہ راے نعمان ابن ثابت کی یعنی میری ہے۔

روی الحاکم والبیہقی عن الشافعی رضی اللہ عنہ انہ کان یقول اذا صح الحدیث فھو مذھبی وفی روایۃ اذا رایتم کلامی یخالف الحدیث فاعملوا بالحدیث واضربوا بکلامی الحائط کہ حاکم اور بیہقی نے امام شافعی سے روایت کی ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ اگر حدیث کی صحت ہوجاوے تو وہی مذہب میرا ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ اگر کوئی کلام میرا حدیث کے مخالف ہو تو حدیث پر عمل کرو اور میری بات کو دیوار سے پٹکو۔

وقال یوما للمزنی یا ابراھیم لا تقلدنی فی کل ما اقول وانظر فی ذالک لنفسک فانہ دین کہ امام شافعی اپنے شاگرد مزنی سے کہا کرتے کہ اے ابراہیم میری تقلید نہ کرنا ہر ایک بات میں جو کہتا ہوں بلکہ تو اپنی ذات سے بھی اُسپر نظر کرنا اسلیے کہ یہ دین ہے اسمیں اعتماد اور کسی کے قول پر نہیں چاہیئے۔

وکان رضی اللہ عنہ یقول لا حجۃ فی قول احد دون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وان کثروا ولا فی قیاس ولا فی شئ کہ امام شافعی کہا کرتے کہ کسی کا قول کسی کا قیاس اور کوئی چیز کسی امر میں کچھ حجت نہیں ہے سواے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اگرچہ اُس قول اور قیاس پر بہت سے شخص متفق ہوں۔

وکان الامام احمد رضی اللہ عنہ یقول لیس لاحد مع اللہ و رسولہ کلام۔ امام احمد حنبل فرماتے تھے کہ خدا اور رسول کے ساتھ کسی کو کلام نہیں ہی۔

وقال ایضا لرجل لا تقلدنی ولا تقلدن مالکا ولا الاوزاعی ولا النخعی و لا غیرہم وخذ الاحکام من حیث اخذوا من الکتاب والسنۃ۔ کہ امام احمد حنبل نے ایک شخص سے کہا کہ تو نہ میری تقلید کر اور نہ امام مالک کی نہ اوزاعی کی نہ نخعی کی اور نہ کسی اور کی بلکہ جہاں سے اُنھوں نے احکام نکالے ہیں یعنی کتاب وسنت سے وہیں سے تو بھی نکال۔

عن ابی یوسف و زفر رحمہم اللہ علیہما انہما قالوا لا یحل لاحد ان یفتی بقولنا ما لم یعلم من این قلنا۔ کہ امام ابو یوسف اور زفر رحمۃ اللہ علیہما نے کہا ہی کہ حلال نہیں ہی کسی کو یہ کہ فتوے دے ہمارے قول پر جبتک وہ یہ نجانے کہ کہاں سے ہمنے کہا ہی۔

پس باوجود ایسی تصریحات کے جو ان ائمہ اربعہ اور انکے خاص شاگردوں نے عدم تقلید پر کی ہیں اگر کوئی تقلید کو واجب اور عمل بالحدیث کو ناجائز کہے وہ حقیقت میں ان اماموں کا مقلد نہیں ہی بلکہ اپنی ہوا و ہوس اور رسم و رواج کی پابندی کا۔

غرض کہ ان چند قولوں کے نقل کرنے سے ثابت ہوا کہ نہ صحابہ کے زمانے میں نہ تابعین کے زمانے میں نہ تبع تابعین کے زمانے میں تقلید جاری ہوئی نہ کسی نے ان قرون ثلثہ میں اُسکو واجب جانا بلکہ جس طرح پر آج کل لوگ عمل کرتے ہیں ایسا عمل کسی کے

صحابہ کے زمانے میں تقلید جاری نہونیسے یہ غرض ہی کہ کوئی ایک شخص انمیں سے ایسا نہیں بتایا گیا کہ جسکے سب قول اوروں نے مانے ہوں یا جسکی سب باتوں کو اوروں نے واجب التسلیم جانا ہو۔

قول پر بھی نہیں کیا تو باوجود اسکے پھر یہ دعوی کرنا کہ تقلید واجب ہے اور تارک اُس کا
گنہگار اور واجب التعزیر حقیقت میں دوسری شریعت قائم کرنا اور نیا دین کھڑا کرنا ہی
ونعوذ باللہ منہ۔

اگر ہم اُن زمانوں پر بھی خیال نہ کریں اور آیندہ آنیوالے زمانوں پر نظر کریں کہ پھر پیچھے
تقلید پر اجماع ہوگیا ہو تو وہ بھی ہم نہیں پاتے اسلیے کہ بعد اُسکے جتنے لوگ ہوئے وہ یا
محدث تھے یا اہل تصوف یا فقہا یا عوام پس اصلی محدث تو ہزاروں میں ایک ہی دو ایسے ہونگے
جنھوں نے تقلید کی ہو ورنہ جو لوگ اصل حدیث کے جمع کرنے والے اور اُسکے جاری
کرنے والے ہیں وہ تقلید کے نام سے بھاگتے تھے اور اُسکو بدعت جانتے تھے اور
اور جو اہل تصوف تھے اُنکا بھی یہی حال ہی کہ ہمیشہ تقلید سے نفرت کیا کیے اور اُس کی
بُرائی بیان کرتے رہے۔ رہگئے فقہا اور علما اُن میں سے بھی جو محقق تھے وہ غیر مقلد رہے
اور جو تحقیق اور اجتہاد کے اعلیٰ درجے پر نہ تھے اُنھوں نے تقلید پر قناعت کی اور
عوام تو کالانعام ہیں اُنکا کچھ ذکر نہیں پس حقیقت میں اجماع جسکا نام ہی وہ کسی زمانے
میں نسبت وجوب تقلید کے نہیں ہوا ہاں اس میں شک نہیں ہی کہ چوتھی صدی
سے ابتک اکثر لوگ تقلید کے پابند ہوگئے اور روز بروز اُس کی پابندی بڑھگئی
مگر بمقابلہ محدثین اور محققین کے اور لوگوں کی کثرت کچھ بھی لائق لحاظ کے نہیں ہی
ورنہ صرف کثرت پر اگر لحاظ کیا جائے تو ساری بدعتیں اور تعزیہ پرستی اور قبر پرستی وغیرہ
سب اسی اجماع کی دلیل سے عبادت میں داخل ہوجاویں اور اُنکا ترک کرنا خرق اجماع

کہلاوے ولم یقل بہ احد اور اجماع کی نسبت اہل اصول نے بھی یہی کہا ہی کہ اجماع مجتہدین صالحین کا اجماع ہی نہ اجماع مقلدین کا اور مطابق قول مقلدین کے مجتہد بعد ائمہ اربعہ کے کم ہوئے ہیں اور جو مجتہد ہوا ہی وہ مقلد نہیں ہوا پس جسقدر علما اور فقہا تقلید کے وجوب کے معتقد ہیں اُنکا اجماع حقیقت میں مطابق اصول کے اجماع نہیں ہی۔

مقلد۔ آپ کے روبرو جب ہمنے علما فقہا کے اقوال کو تقلید کے وجوب پر پیش کیا تب آپنے اُن کو تسلیم نہ کیا اور پھر آپ انھیں کے اقوال کو اپنے دعوی عدم وجوب تقلید پر پیش کرتے ہیں۔

غیر مقلد۔ درحقیقت ہم تو صرف کتاب و سنت ہی کو دلیل عدم وجوب تقلید کی جانتے ہیں مگر چونکہ آپ اور اس زمانے کے اکثر لوگ عادی اسکے ہوگئے ہیں کہ بغیر حوالہ کتاب اور سند علما کے اقوال کے وہ کسی بات کو نہیں مانتے اسلیے ہمنے آپ کے اور اس زمانے کے لوگوں کے سمجھانے کے لیے اُنکے قولوں کو نقل کیا اور نقل کرنے پر آمادہ ہیں ورنہ ہم اپنی ذات کے لیے اُس کی کچھ ضرورت نہیں سمجھتے ہم کو تو خدا اور رسول کے کلام پر تمسک ہے اور اُسپر ایسا یقین ہی کہ بالفرض اگر ایک مولوی اور ایک عالم کا قول بھی ہمارے موافق نہوتا تب بھی ہمارے عقیدے میں کچھ خلل نہ آتا اور خدا کی کتاب اور رسول کے اقوال کو چھوڑ کر ہم کسی کی بات پر کان بھی نہ لگاتے علاوہ اسکے ان قولوں کے نقل کرنیسے ہماری غرض یہ ہی کہ جو بار بار آپ کی زبان سے لفظ اجماع کا نکلتا ہی اُسکا بطلان ثابت ہو جاوے اور ان بڑے بڑے محققین و علما اور آئمہ دین کے اقوال سے آپکے دعوی وجوب تقلید کا

غلط ہونا سب پر کھلجاوے ہمکو سخت حیرت ہوتی ہی کہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین اور
محدثین اور مجتہدین اور محققین کا تقلید نہ کرنا اور اُسکو بُرا جاننا تو عدم وجوب تقلید کی دلیل نٹھہری
اور اُنکا ایک بات پر اتفاق کرنا اجماع نہ کہلاوے اور بعد قرون ثلثہ کے جو لوگ آویں اور
جنکے مراتب ورع و تقوی اور مدارج علم و تحقیق اُن متقدمین کے برابر نہوں اور پھر وہ بھی سب کے
سب ایک بات پر متفق نہوں اُنکا تقلید کو جائز کہدینا وجوب تقلید پر ایسی دلیل ہو جاوے کہ
اُسکا منکر بدعتی اور فاسق اور واجب التعزیر ٹھہرے فاعتبروا یا اولی الالباب ان
ھذا لشئ عجاب

مقلد- جو لوگ کہ تقلید کا انکار کرتے ہیں وہ تھوڑے ہیں اُنکا قول مرجوح ہی اور جو لوگ
اُسکو واجب اور جائز جانتے ہیں وہ بہت ہیں اور سواد اعظم وہی ہی جس جانب بہت لوگ
ہوں اسلیے کہ آپ کا استناد چند ہی علما کے اقوال پر ہی اور ہمارا استناد ہزاروں
کے قول پر-

غیر مقلد- یہ دونوں دعوی غلط ہیں اول یہ کہنا کہ واجب العمل وہ قول ہی جسپر بہت
لوگ متفق ہوں اور اُسکو سواد اعظم جاننا دوسرے یہ سمجھنا کہ وجوب تقلید کی طرف اکثر لوگ ہیں
اور جس طرف بہت لوگ ہوں اسکی مخالفت اجماع کی مخالفت ہی اول دعوی کی غلطی چند قول
میں نقل کرتا ہوں کہ بعض مفسرین نے آیت ان تطع اکثر من فی الارض یضلوک کی تفسیر
میں کہا ہی کہ فی ھذا دلالۃ علی انہ لا عبرۃ فی دین اللہ و معرفۃ الحق بالقلۃ والکثرۃ
لجواز ان یکون الحق مع الاقل کہ یہ آیت دلالت کرتی ہی اسپر کہ کچھ اعتبار نہیں ہی

خدا کے دین میں اور حق کے پہچاننے میں تمت اور کثرت پر نہیں ہے جانا ہو کہ حق وہی ہو
جسطرف تھوڑے لوگ ہیں۔

ابن جوزی نے تلبیس ابلیس میں لکھا ہو کہ سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے یوسف ابن
اسباط سے کہا کہ اذا بلغک عن احد بالمشرق انه صاحب سنة فابعث اليه
بالسلام واذا بلغک عن اخر بالمغرب انه صاحب سنة فابعث اليه بالسلام
فقد قل اهل سنة اگر مشرق میں ایک اور مغرب میں دوسرا پابند سنت کا ہو تو اسکو سلام
بھیجو اسلیے کہ سنت پر چلنے والے بہت ہی کم ہیں۔

امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں کہ سواد اعظم وہی ہو جو تابع کتاب یعنی
قرآن اور سنت کا ہو وان ماسواها لا يلتفت اليهم وان امتلأ العالم منهم کہ جو کتاب
وسنت کے سوا ہو اسپر التفات نہ کرنا چاہیے اگرچہ اُنسے جہان بھرا ہوا ور جماعت کے معنی میں
ایک بزرگ نے کہا ہو کہ الجماعة عبارة عن اجتماع اهل الحق وان قلوا کہ جماعت نام ہو اہل حق
کے جمع ہونے کا ایک حق بات پر اگرچہ وہ بہت ہی کم ہوں۔

سواد اعظم کے معنی میں علامہ تفتازانی شرح تلخیص مختصر میں لکھتے ہیں کہ ان فيهم من
الصفات الموجبة للقبول ما تقوم مقام العدد الكثير من غيرهم ولذا سمية
مثل هذا الامام امة قال الله تعالى ان ابراهيم كان امة لانه يجتمع فيه من
الصفات ما لا يوجد متفرقة الا في جماعة ولذا قال الشاعر ؎ ليس من الله
بمستنكر ۞ ان يجمع العالم في واحد ۞ وقد قيل في حديث المشهور عليكم بالسواد الاعظم

ای الا ورع الا سلم پس جبکہ ایک شخص پر اطلاق امت کا خدا کے کلام سے ثابت ہوا اسلیے کہ وہ ایک اُن باتوں کا جامع تھا جو کہ متفرق متفرق گروہوں میں علحدہ پائی جاتیں اور خدا کا ایک شخص کو بمنزلہ ایک جہان کے بنا دینا عجب نہیں اور سواد اعظم سے مراد زیادہ پرہیزگار سے لی گئی ہو تو پھر کثرت عوام کو کسی مسئلے کی صحت پر دلیل لانا بچوں کو پھسلانا اور عوام کو خوش کرنا ہی دگر ہیچ۔

فاضل روزبہان کتاب ابطال الباطل میں جہاں حدیث لایزال طائفۃ من اُمتی منصورین لا یضرہم من خذلہم حتی تقوم الساعۃ کا ذکر کیا ہی لکھتے ہیں فحاصل الحدیث لا یزال طائفۃ قلیلۃ من الامۃ منصورین بالحجۃ والبرھان۔

پس معلوم ہوا کہ وہ گروہ جو ہمیشہ غالب رہیگا وہ وہی قلیل آدمیوں کا گروہ ہی جو کہ اپنی حجت شرعی سے اوروں پر غالب ہوگا اور کوئی اُسکو مغلوب نکر سکیگا اور یہ گروہ وہی ہی جو کہ تابع کتاب و سنت ہی کہ نہ اُسکے سامنے رسم و رواج کی سند پیش جاتی ہی نہ بدعتیوں کی پوچ اور بیہودہ دلیلیں چل سکتی ہیں نہ علماے دنیا طلب کی چکنی چپڑی باتوں کی دہنیت اثر کرتی ہی نہ قوموں کی کثرت اور عوام کی جمعیت اور تبعیت اُسکو روک سکتی ہی خدا کی کتاب اور رسول کی حدیث کے سامنے سب کو مغلوبیت ہو جاتی ہی دیکھنا چاہیے کہ اسکا مصداق کون ہی وہ فرقہ جو تقلید کرتا ہی یا وہ فرقہ جو تقلید کا تارک ہی دونوں کی دلیلوں کو دیکھو اور پھر خدا کی کتاب رسول کی احادیث سے ملاؤ اور تعصب کی آنکھ تھوڑی دیر بند کرکے انصاف کرو۔

صحیح بخاری کی کتاب الاعتصام بالسنت میں لکھا ہی کہ لا تزال طائفۃ من امتی ظاہرین علی الحق اور ابن حجر نے فتح الباری میں لکھا ہی کہ ھم اصحاب الحدیث کہ وہ لوگ اصحاب حدیث ہیں۔

تفسیر نیشاپوری میں لکھا ہی کہ اگر مراد اس طائفے سے اہل حدیث نہو تو میں نہیں جانتا کہ پھر کون لوگ اُس سے مراد ہونگے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں احیاء العلوم میں ومنھا ان یکون شدید التوقی من محدثات الامور وان اتفق علیہ الجمھور فلا یغرنہ اطباق الخلق علی ما احدث بعد الصحابۃ۔

غرضکہ کثرت اقوال پر مغرور ہونا یا کثرت اشخاص پر فریفتہ ہونا نہایت ہی نادانی اور خلاف حکم شریعت ہی ہم مسلمانوں کو بحیثیت اسلام کے امور دین میں صرف یہ دیکھنا چاہیے کہ کتاب و سنت سے کیا ثابت ہوتا ہی اور کچھ اور اُسکو چھوڑ کر لوگوں کے اقوال پر نظر کرنا اور خدا کے کلام اور رسول کے قول کو اور بندوں کی باتوں سے جانچنا اور اصل کو فرع پر عرض کرنا شان اسلام سے بعید ہی۔

اگر کوئی مشرک یا اہل کتاب سن پاوے کہ مسلمانوں نے اپنے دین میں سوائے کتاب و سنت کے اور لوگوں کی باتوں پر چلنا جائز رکھا ہی تو وہ اسلام کی بربادی کی نہایت عمدہ فال سمجھے اور اگر یہ خبر پاوے کہ اُنھوں نے اس امر کو واجب سمجھ لیا ہی اور اُسکے خلاف سمجھنے والے کو بدعتی یا فاسق یا دشمن اسلام کہتے ہیں تب تو مارے خوشی کے مر ہی جاوے

اور اسلام کے خاتمے پر شادیانے خوشی کے بجاوے اسلیے کہ اگر خوبی اسلام کی اس کی نظروں میں ہوتی تو اسی سے ہوتی کہ اسلام کے بانی نے کامل توحید کو جاری کیا اور ساری قسم کے شرک کو خفی ہو یا جلی باطل کر دیا اور تمام رسموں اور بنائی ہوئی باتوں کو توڑ دیا اور ادیان سابقہ کی تحریف کرنے والوں کی تحریفات کو واجب الترک والانکار بتلایا پس جبکہ اُسی مذہب کے لوگ توحید سے پھر گئے اور مشرک فی صفۃ النبوۃ ہو گئے اور رسموں کی پابندی اور اپنے بھائی بندوں کی باتوں پر نہ قانع بلکہ متمسک ہو گئے اور اپنے خدا کے کلام پر عمل کرنے کے لیے لوگوں کے فتووں پر نظر کرنے لگے اور اپنے رسول کے قول پر چلنے کے لیے عالموں کے حکم کے پابند ہو گئے کہ جبتک اُنکے مولوی نہ کہدیں وہ نہ خدا کی کتاب پر عمل کر سکتے ہیں نہ رسول کی حدیث پر تو پھر ایسی خرابی پر اسلام کی جو کچھ وہ خوشی کریں وہ حق بجانب ہی اور جب وہ اس بات سے واقف ہوں کہ یہ قول و عمل صرف عوام ہی کا نہیں ہی کہ وہ مجبوری اُسکے قائل اور اُسپر عامل ہوئے ہوں بلکہ اچھے اچھے پڑھے لکھوں کا جنکا علامہ اور حضرت اور قبلہ اور کعبہ کے سوا کوئی نام نہیں لیتا یہی عقیدہ ہو گیا ہی اور گروہ کا گروہ اُسپر قائل ہو رہا ہی اور دین اسلام کا مدار ہی اُسپر آ گیا ہی تو معلوم نہیں کہ اس شکر انے میں مشرک اپنے بتوں پر کیا کچھ چڑھاویں اور نصاری اپنے حضرت مسیح کی کیا کچھ اپنے حال پر عنایت سمجھیں۔

مقلد۔ خیر یہ زباں درازی چھوڑیے اور دوسرے دعوے کو اپنے ثابت کیجیے

جو آپ نے کہا ہے کہ جس طرف بہت لوگ ہوں اُس سے مخالفت کرنا اجماع کی مخالفت نہیں ہے۔

غیر مقلد۔ سُنیے ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم بن غالب اندلسی اپنی کتاب محلی کی کتاب الاشربہ میں نسبت دعوی اجماع کے لکھتا ہے هذا ای دعوی الاجماع قول فی غاية الفساد لانه يبطل عليهم جمهور اقوالهم ويلزمهم ان لا يلزموا ان كون الاضحية واجبها الاجماع ولا فريضة حج او صلوة الاضحية صح الاجماع على وجوبها ولا سوء الزنا الا حيث جمعت الامة انه زناء ومن التزم هذا المذهب خرج عن دين الاسلام بلا شك بوجهين احدهما انه مذهب مفترى لم يامر الله تعالى قط بان لا نتبع الا الاجماع ولا قال تعالى به قط ولا رسوله به وانما امر الله عزوجل باتباع القران وسنة النبي واولی الامر باتباع الاجماع ولم يامر الله تعالى قط بان لا يتبع الا الاجماع ولا قال تعالى قط ولا رسوله لا تاخذوا فيما اختلف فيه لا ما اجمع عليه ومن ادعى فقد افترى على الله الكذب فاتى بدين ممنع مبتدع وبالضلال المبين انما قال تعالى اتبعوا ما انزل اليكم من ربكم وقال تعالى وما اتكم الرسول فخذوه وما نهكم عنه فانتهوا وقال تعالى فان تنازعتم في شئ فردوه الى الله والرسول ان كنتم تؤمنون بالله واليوم الاخر ولم يقل تعالى فردوه الى الاجماع فمن يرد ما نوزع فيه الى الاجماع لا الى نص القران والسنة فقد عصى الله تعالى ورسوله تنزع من الدين مالم ياذن به الله تعالى واما نحن فنتبع الاجماع فيما

صح انهم اجمعوا علیه ولا یخالفہ اصلاً ونرد ما نوزع فیه الی القرآن والسنۃ
فنأخذ ما فیهما وان لم یجمع علی الاخذ به وبهذا امر الله تعالیٰ ورسوله وعلیہ اجمع
اهل الاسلام وما نعلم احدا قط قال لا الزام فی شیٔ من الدین الا ما اجمع الناس
علیه فقد صار وا بهذا الاصل متخالفین للاجماع بلا شك والوجه الثانی انه
مذهب یقتضی ان ینقلب الی القرآن والسنۃ اذا وجد الاختلاف فی شیٔ من
احکامها ولیس من هذا من دین الاسلام فی شیٔ مع انه فی اکثر الامر کذب
علی انه قول بلا علم وایضا فانهم لا یلزمون هذا الاصل الفاسد الا فی مسائل
قلیلۃ جدا وهو یبطل سائر مذاهبهم بعاد علیهم وبالله التوفیق
کہ اجماع کا دعوی کرنا ایک ایسا قول ہی جسکا فساد ظاہر ہے اس لیے کہ اس سے سارے
اقوال باطل ہوتے ہیں اور ایسے دعوی کرنے والوں پر الزام آتا ہی کہ وہ نہ زکوٰۃ
کو واجب جانیں نہ حج ونماز کی فرضیت کے قائل ہوں اور نہ زنا کی بُرائی پر اعتقاد
رکھیں مگر اسی وجہ سے کہ اُسپر اجماع ہی اور جو ایسا کرے وہ دین اسلام سے خارج
ہی دو وجہ سے اول یہ کہ یہ بنایا ہوا مذہب ہے نہ خدا نے یہ حکم دیا ہی کہ سوائے اجماع
کے اور کسی کا اتباع نہ کرنا اور نہ رسول نے ایسا فرمایا ہی بلکہ خدا نے تو قرآن وسنت
اور اولا مر کے اتباع کا حکم دیا ہی یہ بھی خدا نے نہیں کہا کہ جب کسی امر میں اختلاف ہو
تو وہی بات ماننا جسپر اجماع ہو جو ایسا دعوی کرے وہ خدا پر تہمت کرتا ہی اور نیا دین
بنایا چاہتا ہی اسلیے کہ خدا نے صاف صاف کہہ دیا ہی کہ جو تمہارے رب نے بھیجا

اس کی اتباع کرو اور پہر فرمادیا ہی کہ جو رسول کہے اسے لو اور جس سے منع کرے اُسے چھوڑ دو اور نیز ارشاد فرماتا ہی کہ اگر کسی بات میں جھگڑا ہو تو خدا اور رسول سے رجوع کرو اسلیے ہم اُس امر میں اجماع کا اتباع کرتے ہیں جس میں ہمکو ثابت ہو کہ سب کے سب اُسپر متفق ہیں اور وہ اجماع کتاب و سنت کے مخالف نہیں ہی اور اگر آپس میں اختلاف ہو تو ہم قرآن و حدیث پر رجوع کرتے ہیں جسکو اُسکے مطابق پاتے ہیں اُسپر عمل کرتے ہیں گو اُسپر اجماع نہو اور بس یہی وہ طریقہ ہی جسکا حکم خدا اور رسول نے دیا ہی دوسرے یہ کہ اجماع کے دعوے سے ثابت ہوتا ہی کہ حالت اختلاف میں ہمکو قرآن و حدیث پر رجوع کرنا نہ چاہیے بلکہ اجماع پر کہ بہتوں کی راے کیا ہی تو حقیقت میں یہ بات دین اسلام کی نہیں ہی۔

مقلد۔ سبحان اللہ آپ بڑے محقق کا کلام اپنے دعوے کی دلیل میں لاے ابن حزم تو بدعتی تھا اور اُسکو فقہا نے نکال دیا تھا کہ وہ جنگل میں مرگیا۔

غیر مقلد۔ یہ سچ ہی کہ فقہا نے بدعتی کہکر نکال دیا تھا مگر اسی قصور میں کہ اُسنے فقہا کے اقوال کو بالاے طاق رکھکر خدا کی کتاب اور رسول کی احادیث پر رجوع کی تہی لیکن شکر ہی کہ اُسکے کلام کی تصدیق اور علما نے بھی کی ہی چنانچہ حجۃ اللہ البالغہ میں شاہ ولی اللہ صاحب نے اجماع کی نسبت ایسا ہی کچھ کہا ہی اور ابن حزم کے قول حرمت تقلید کو باطل نہیں گردانا بلکہ اُسکو اور پورا کر دیا ہی چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ یہ قول ابن حزم کا کہ تقلید حرام ہی اور کسی کو حلال نہیں ہی کہ سواے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر دلیل کے اور کسی کے

قول کو لے اسلیے کہ چند آیتوں میں اللہ جل شانہ نے اپنے ہی اور اپنے رسول ہی کی تبعیت کا حکم کیا ہی اور تمام صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کا اول سے آخر تک اسی امر پر اجماع ہی کہ ایک انسان کو اپنے جیسے دوسرے انسان کے سب اقوال کا لینا منع ہی پس جو شخص سب اقوال کو امام ابو حنیفہ یا شافعی وغیرہ کے لیتا ہی اور خدا کی کتاب اور رسول کی سنت پر اعتماد نہیں کرتا وہ مخالف تینوں نیک زمانے کے اجماع کا ہی اور جو ایسا ہو وہ اُس راہ پر چلتا ہی جو مسلمانوں کی نہیں ہی پس یہ قول ابن حزم کا بھی پورا نہیں بلکہ ناقص ہے مگر اُس شخص کے حق میں جو کہ طاقت اجتہاد کی رکھتا ہو اگرچہ ایک ہی مسئلے میں ہو اور یا اُسکو صاف ثابت ہو جاوے کہ پیغمبر صاحب نے ایسا فرمایا ہی یا اُس سے منع کیا ہی اور یہ بھی اُسکو معلوم ہو کہ یہ منسوخ نہیں ہی ایسی حالت میں حدیث سے مخالفت کرنیکا کوئی سبب بجز نفاق خفی یا حماقت جلی کے نہیں ہی۔

مقلد۔ یہ قول بھی اُس شخص کا ہی جسکو ہم غیر مقلد جانتے ہیں اور جسکے اقوال کو ہم نہیں مانتے وہ بھی تمہاری ہی طرح سے خلاف طریقہ اور علما کی تقلید کا تارک تھا۔

غیر مقلد۔ قطع نظر انکے صدہا اقوال عدم وجوب تقلید پر ہمکو معلوم ہیں کہ بطور نمونے کے چند اقوال ہم آپ کو سناتے ہیں۔

اول قال الشیخ عزالدین عبد السلام ومن العجب العجیب (اصل قول ازالۃ الخفا میں منقول ہی) یعنی سب سے زیادہ عجیب یہ ہی کہ فقہا مقلدین اپنے امام کے قول کے ماخذ کے ضعیف ہونے سے واقف ہو جاتے ہیں اور کچھ جواب اُسکے ضعف کا نہیں رکھتے

اور باینہمہ اپنے امام کے قول کی تقلید نہیں چھوڑتے بلکہ بسبب تقلید کے صریح حکم کتاب وسنت کو چھوڑ دیتے ہیں اور ظاہر کتاب وسنت کے ترک کرنے کے حیلے ڈہونڈہتے ہیں اور تاویلات بعید و باطل قرآن وحدیث میں کرتے ہیں حالانکہ اگلے لوگوں کا یہ قاعدہ تھا کہ بغیر پابندی کسی مذہب کے جس عالم سے چاہتے مسئلہ پوچھ لیتے مگر جب سے کہ یہ مذہب ظاہر ہوے اور مقلدین میں تعصب آیا تب سے یہ حال ہوگیا ہی کہ اپنے ہی امام کی تقلید کرتے ہیں اور کچھ دلیل وبرہان کو نہیں دیکھتے اور اُسکو مثل نبی مرسل کے جانتے ہیں اور جو ایسا کرے وہ حق سے دور ہی۔

دوسرے۔ قال الامام ابو شامہ ینبغی لمن اشتغل بالفقہ ان لا یقتصر علی مذہب امام ویعتقد فی کل مسئلۃ صحۃ ما کان اقرب الی دلالۃ الکتاب والسنۃ المحکمۃ یعنی امام ابو شامہ نے کہا ہی کہ اُس شخص کو جو فقہ میں مشغول ہو چاہیے کہ کسی ایک امام کے مذہب پر حصر نکرے بلکہ ہر مسئلے میں اُس چیز کی صحت کا معتقد ہو جو قریب تر ہو کتاب وسنت سے۔

تیسرے۔ عبد الوہاب شعرانی میزان میں لکھتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے حرام علی من لم یعرف دلیلی ان یفتی بکلامی کہ حرام ہی اُس شخص پر جو میری دلیل کو نہ پہچانے یہ کہ فتویٰ دیوے میرے کلام پر اور شیخ تقی الدین نے ابن خزیمہ سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے کہ لیس لاحد مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم قول اذا صح الخبر عنہ کہ کسی کے قول کو کچھہ اعتبار نہیں ہی بمقابل رسول کے قول کے جبکہ صحت حدیث

کی ثابت ہو جائے۔

چوتھے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے اذا صح الحدیث فھو مذھبی جو حدیث ثابت ہو جائے وہی میرا مذہب ہے۔

پانچویں دراسات اللبیب میں لکھا ہے وقد صح منہ ایضا انہ قال اترکوا قولی بقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لانہ لم یدع ھو ولا احد غیرہ من المجتھدین الاحاطۃ بکل قول صح من الرسول صلی اللہ علیہ وسلم فی زمانہ فضلا عما بعد زمانہ یعنی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ میرے قول کو چھوڑ دو جبکہ قول رسول کا پاؤ اسلیے کہ امام موصوف یا اور کسی مجتہد نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ ساری حدیثیں اُن تک پہونچ گئیں اُنکے زمانے میں چہ جائے کہ وہ حدیثیں جو بعد اُنکے زمانے کے معلوم ہوئیں۔

چھٹے۔ امام شعراوی نے منہج میں لکھا ہے کہ امام شافعی فرماتے ہیں کل شئی خالف امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سقط ولا یقوم معہ حجۃ ولا قیاس فان اللہ تعالیٰ قد قطع العذر بقولہ صلی اللہ علیہ وسلم فلیس لاحد معہ حجۃ و قال ایضا اذا ثبت الخبر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یحل ترا کہ لشئی ابدا یعنی بمقابل قول رسول کے کسی کا کلام حجت نہیں ہے اور بعد ثبوت حدیث کے ترک کرنا حدیث کا جائز نہیں ہے۔

ساتویں۔ امام شعراوی منہج میں امام شافعی کے اقوال میں لکھتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں

انظروا فی امر دینکم فان التقلید المحض مذموم وفیہ عمی للبصیرۃ وکان
کثیراً ما یذم التقلید ویقول قبیح علی من اعطی شمعۃ لیستضیٔ بھا ان یطفیھا
ویمشی فی الظلام کہ اپنے دین میں ہوشیار ہو تقلید پر محض قانع نہو اسلیے کہ وہ
بصیرت کو اندھا کر دیتی ہی اور نہایت بری ہی اور امام شافعی اکثر تقلید کی برائی کرتے او
کہتے کہ نہایت قبیح ہی حال اُس شخص کا جسکو خدا شمع روشن عطا کرے تا کہ اُسکی روشنی
پاوے اور اُسے بجھاوے اور تاریکی میں چلے ۔

آٹھویں کتاب لوائح الانوار القدسیہ میں لکھا ہی کہ ومن شان الفقیہ المحقق
ترک التعصب لامامہ اذا علم ضعف دلیلہ وعلم صحۃ دلیل مذھب الغیر
لان امامہ لم یقل لہ قلدنی فی کل ما قلتہ لعلمہ بعدم العصمۃ من الخطاء
کہ شان فقیہ محقق کی یہ ہی کہ وہ تعصب اپنے امام کا چھوڑ دے جبکہ اُسکو اُسکی دلیل کا ضعف
معلوم ہو جاوے اسلیے کہ اُسکے امام نے یہ نہیں کہا ہی کہ ہر بات میں جو میں کہتا ہوں میری
تقلید کرنا اسلیے کہ وہ خود جانتے تھے کہ ہم خطا سے محفوظ نہیں ہیں ۔

نویں شیخ محی الدین عربی فتوحات مکیہ کے باب ۲۰۸ معرفت نسخ شریعت
میں لکھتے ہیں ان الشیطان قد مکنہ اللہ تعالیٰ علی حضرۃ الخیال وجعل لہ سلطانا
فیھا فاذا رای الفقیہ یمیل الی ھوی الخ یعنی شیطان کو خدا نے خیال پر تسلط دیا ہی پس
جب وہ دیکھتا ہی کہ کوئی فقیہ خواہش کی طرف مائل ہی تو اُسکو بہکاتا ہی اور یہ وسوسہ
دیتا ہی کہ یہ روایت خدا کی ہی اور یوں سمجھاتا ہی کہ پچھلے نیک لوگ بھی اسبب سے کے

خدا تک پہونچے ہیں اور احکام میں قیاس سے کام لیا ہی اور ایسی ایسی باتیں اُس فقیہہ کے
دل میں ڈالکر اُس کی خواہشات پوری کرنے کے لیے اُسے ایک حیلہ شرعی تبلادیتا ہی
پس وہ فقیہہ احادیث نبویہ کو بالائے طاق رکھ دیتا ہی اور اُسکے عدم قبول پر یہ عذر
کرتا ہی کہ اگر یہ حدیث صحیح ہوتی یا اگر صحیح ہی تو کوئی دوسری حدیث معارض اور ناسخ
اُس کی نہوتی ضرور امام شافعی اُسپر عمل کرتے یا امام ابو حنیفہ اُسپر عامل ہوتے غرضکہ
جو فقیہ جس امام کا مقلد ہی وہ ترک حدیث پر ایسے ہی عذر اور حیلے کرتا ہی اور حدیث
پر عمل کرنے والے کو گمراہ جانتا ہی اور جو کچھ اُنکے اماموں نے کہہ دیا اُس کی تقلید کو
واجب جانتا ہی اگرچہ اُنکے اقوال احادیث کے معارض ہوں لیکن وہ کتاب و سنت کو
چھوڑ کر اپنے ہی اماموں کی طرف رجوع کرتا ہی پس اگر ہم اُس سے کہیں کہ امام شافعی
صاف کہہ گئے ہیں کہ اگر کوئی حدیث تم کو مخالف میرے قول کے ملے تو میرے قول
کو دیوار سے پٹکو اور حدیث پر عمل کرو اسلیے کہ میرا مذہب وہی ہی جو حدیث سے ثابت
ہو اور مثل اسی کے امام ابو حنیفہ نے فرمایا ہی اور یہ قول اُنھیں کے مقلدین سے ثابت
ہی پس ایسی باتوں کو سنکر مقلد چپ ہو جاتے ہیں اور کچھ جواب معقول نہیں دیسکتے
اور ایسے مباحثے کا مجھے اکثر اتفاق ہوا غرضکہ خواہشات نفسانی کے سبب سے شریعت
محمدی کو فقہا نے منسوخ کر دیا کہ باوجودیکہ احادیث صحیح کتب صحاح میں موجود ہیں اور اُنکے
راویوں کے نام بھی مذکور ہیں اور اُنکا جرح و تعدیل بھی منقول ہی اور اُنکی سندیں بلا تبدیل
و تغیر کے بھی محفوظ ہیں لیکن باوجود ان سب باتوں کے مقلدین میں سے کوئی اُنپر عمل

نہیں کرتا اور اپنے اگلوں کے فتووں ہی پر رجوع کرتے ہیں اور باوجود مخالفت اُن صحاح
حدیث کے اپنے فقیہوں کے قول کو ترک نہیں کرتے تو کیا فرق ہی اُن احادیث کے ہونے
اور نہونے میں ایسے کہ جب اُنکا حکم ہی نہ ہو اور مقلدین کے نزدیک اُنپر رجوع کرنا جائز ہی
نہ ٹھہرا تو اُنکے نزدیک اُن احادیث کا وجود و عدم برابر ہی پس اس سے زیادہ نسخ شریعت
کا اور کیا ہوگا انتہی۔

دسویں نقل عن المضمرات ان الخبر فی کونہ حجۃ فوق الاجتہاد فان
خالفت الروایۃ الحدیث الصحیح ترکت فالعمل بالحدیث ومن روایتیں جو روایت
مخالف حدیث کے ہو وہ چھوڑ دی جاویگی۔

گیارہویں امام شعراوی نے میزان میں لکھا ہی کہ فان قلت ما اصنع بالاحادیث
التی صحت بعد موت امامی ولم یاخذ بها فالجواب ینبغی لک ان تعمل بها فان امامک
لو ظفر بها وصحت عنده لکان امرک بها فان الائمة اسری کلهم فی ید الشریعة
ومن فعل ذلک فقد حاز الخیر بکلتی یدیه یعنی اگر تو پوچھے کہ پھر میں کیا کروں بنسبت
اُن حدیثوں کے جنکی صحت بعد موت میرے امام کے ثابت ہوئی اور میرے امام نے اُنکو
نہیں پایا اسکا جواب یہ ہی کہ تجھے چاہیے کہ تو اس حدیث پر عمل کرے اسلیے کہ اگر تیرے
امام کو یہ حدیث مل جاتی تو ضرور وہ اُسپر عمل کرتے اسلیے کہ سارے امام شریعت کے ہاتھ میں
ہیں اور جو ایسا کرے وہ دونوں ہاتھ سے نیکی جمع کریگا۔

بارہویں شاہ ولی اللہ صاحب اپنے وصایا میں لکھتے ہیں در فروع پیروی علمای

محدثین کہ جامع باشند میان فقہ وحدیث کردن ودر انجا تفریعات فقیہہ بر کتاب وسنت عرض نمودن انچہ موافق باشد در حیز قبول آوردن والا کالاے بد بریش خاوند دادن امت را ہیچ وقت از عرض مجتہدات بر کتاب وسنت استغنا حاصل نیست وسخن متقشفہ فقہا را کہ قول عالمی را دستاویز ساختہ تتبع سنت را ترک کردہ اند نہ شنیدن وبآں التفات نکردن و قرب خدا جستن بدوری ایناں ۔

تیرہویں شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں تفسیر میں حدیث من لم یعرف امام زمانہ کے کہ فالمراد من لم یعرف امام زمانہ من الکتب لم یعرف نسخ الکتب السابقۃ ولم یعرف ان کتب ائمۃ المذاہب لیست واجبۃ الاتباع کما یظنہ جملۃ المقلدین من کل مذہب مات میتۃ جاہلیۃ یعنی جو شخص نہ جانے کہ امام زمانے کا قرآن مجید ہے اور نہ جانے اس امر کو کہ کتب سابقہ منسوخ ہوگئی ہیں اور نہ جانے اس بات کو کہ کتابیں مذہب کے اماموں کی واجب الاتباع نہیں ہے جیساکہ سب مقلدین اپنے اپنے مذہب کے اماموں کی کتابوں کی نسبت گمان کرتے ہیں تو اُس نہ جاننے والے کی موت جاہلیت کی موت ہے ۔

چودہویں ۔ صاحب لوامع الالہام نے مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب کے ایک اور قول کو اپنی کتاب میں نقل کیا ہے بدانکہ امام ابوحنیفہ گفتہ ہست کہ حلال نبود کسی را کہ بقول ما تمسک کند تا آنکہ نداند ماخذ آں را از کتاب و سنت و اجماع امت و قیاس جلی و مجتہد گاہ خطا کند و گاہ بحق رسد چوں خطای او ظاہر گردد تقلید او در خطا حرام بود ۔

پندرہویں۔ ابن امیر الحاج نے تیسیر شرح تحریر میں لکھا ہے کہ اذا رای لقول المخالف لمذہب امامہ دلیلاً صحیحاً من الحدیث ولم یجد فی مذہب امامہ جوابا قویا عنہ ولا معارضا راجحا علیہ اذ المکلف مامور باتباع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیما شرعہ فلا وجہ لمنعہ من تقلید من قال بذلک من المجتہدین محافظۃ علی مذہب التزم تقلیدہ۔

سولھویں۔ صاحب دراسات اللبیب نے لکھا ہے کہ حتی لو ترک مذہب امامہ لقول من سہل تتبعا لوخصۃ لم یکن ملاماً اگر کوئی شخص اپنے امام کے مذہب کو ترک کرے اُسکے کہنے پر جو کہ بسبب مباح ہونے کے کسی امر میں آسانی پاوے اور وسے شریعت کے تو اُسپر کچھ ملامت نہیں ہوسکتی۔

پس اس سے باطل ہوا وہ قول مقلدین کا کہ تقلید کے چھوٹنے سے آدمی آزاد ہوجاتا ہے اور بہت حرام چیزوں کو مباح سمجھتا ہے ایسے کہنے والوں نے درحقیقت شریعت محمدی کو مشکل کر رکھا ہے اور جو آسانی خدا نے اُس میں رکھی ہے اُسپر عمل کرنے کو الحاد و تصور کیا ہے حالانکہ حضرت ابن عباس سے سنن ابوداؤد میں ایک حدیث منقول ہے کہ عن ابن عباس قال کان اہل الجاہلیۃ یاکلون اشیاء ویترکون اشیاء تقذراً فبعث اللہ تعالی بنبیہ صلے اللہ علیہ وسلم وانزل کتابہ واحل حلالہ وحرم حرامہ فما احل فہو حلال وما حرم فہو حرام وما سکت عنہ فہو عفو۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اہل جاہلیت بہت سی چیزیں کھاتے اور بہتوں کو

ناپاک سمجھکر چھوڑ دیتے کہ خدا نے اپنا نبی بھیجا اور اپنی کتاب نازل کی اور حلال کو حلال اور حرام
کو حرام بتلایا پس جسکو اُسنے حلال کر دیا وہ حلال ہے اور جسکو اُسنے حرام کر دیا وہ حرام ہے اور جس سے
سکوت فرمایا وہ مباح ہے اور معاف۔

سترہویں۔ ابن امیر الحاج شرح تحریر میں لکھتے ہیں کہ فلو التزم مذھبا معینا
کابی حنیفۃ والشافعی قیل یلزم وقیل لا یلزم قال الشارح وھو الاصح لان
التزامہ غیر ملزم اذلا واجب الاما اوجبہ اللہ تعالی ورسولہ ولم یوجب اللہ
تعالی ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم علی احد من الناس ان یتمذھب بمذھب
رجل من الامۃ فیقلدہ دینہ فی کل ما یاتی و ھذا غیرہ کہ ایک مذہب
معین کا التزام کرنا واجب نہیں ہے اسلیے کہ واجب وہ ہی جسکو خدا اور رسول نے واجب کیا
ہو پس نہ خدا نے نہ رسول نے بندوں پر یہ واجب کیا ہے کہ وہ مذہب کسی آدمی کا اُسکی
امت میں سے اختیار کریں اور خدا کے دین میں کسی کی ایسی تقلید کریں کہ اُسی کی باتونکو مانیں
اور دوسرونکو چھوڑ دیں۔

اٹھارہویں۔ ابن عربی حاشیہ ہدایہ میں لکھاہی کہ من یتعصب لواحد معین
غیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویری ان قولہ ھو الصواب الذی یجب
اتباعہ دون الائمۃ الاخرین فھو ضال جاھل کہ جو شخص تعصب کرے کہ ایک ہی معین شخص کی
تقلید لازم ہے وہ گمراہ جاہل ہے۔

انیسویں صاحب دراساۃ نے لکھاہی کہ العمل بدلیل مخالف للحدیث

الصحيح حرام على المقلد كالمجتهد کہ عمل کرنا ایسی دلیل پر جوکہ مخالف ہو حدیث صحیح کے حرام

ہی مقلد پر بھی مثل مجتہد کے۔

بیسویں روی الخطیب باسنادہ ان الدراکی من الشافعیۃ کان

یستفتی وربما یفتی بغیر مذہب الشافعی وابی حنیفۃ فقیل لہ ھذا یخالف

قولیھما فیقول ویلکم حدث فلان عن فلان عن النبی صلی اللہ علیہ

وسلم ھکذا فالاخذ بالحدیث اولی من الاخذ بقولھما اذا خالفاہ کہ دراکی

فقہائے شافعی سے کبھی فتوی مخالف مذہب امام شافعی اور امام ابی حنیفہ کے دیتے تو جب کوئی

پوچھتا کہ یہ قول آپ کا مخالف اُن دونوں اماموں کے ہی تو وہ فرماتے کہ جب معلوم ہوگیا کہ

یہ قول پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی تو بس اُسکو لینا چاہیے نہ امام شافعی اور امام ابوحنیفہ کے

قولوں کو جبکہ اُس سے مخالف ہوں۔

اکیسویں ابن جوزی نے لکھا ہی کہ اذا کان للعامی یسوغ کیف لا یسوغ

بہ الاخذ بالحدیث فلو کانت سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یجوز

العمل بھا وھذہ من ابطل الباطل وقد اقام اللہ تعالی الحجۃ برسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم دون احاد الامۃ ولا یفرض احتمال خطاء لمن عمل بالحدیث

وافتی بہ بعد فہم الا اضعاف مضاعفۃ حاصل لمن افتی بتقلید یعنی جبکہ عامی کو

مفتی کے قول پر عمل کرنا جائز بلکہ واجب ٹھہرا باوجود احتمال مفتی کی خطا کے تو کیونکر اُسکو

جائز نہو گا عمل کرنا حدیث پر پس اگر پیغمبر خدا ہی کی حدیث پر عمل کرنا جائز نہو تو پھر کسے

عمل کرنا جائز ہوگا حالانکہ خدا نے اپنی حجت صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرار دیا ہے
نہ اور کسی آدمی کو اور یہ سمجھنا کہ عمل بالحدیث میں غلطی کا احتمال ہی باوجود اقرار اس امر کے کہ
اُس سے دو چند چار چند زیادہ غلطیاں مفتی کے قول میں ہوتی ہیں جنکی تقلید واجب سمجھی
جاتی ہی بڑی نادانی ہی۔

بائیسویں مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب قرأت خلف امام کے ہتنفتا کے جواب
میں فرماتے ہیں کہ خواندن سورہ فاتحہ باقتداے امام مقتدی را نزد ابو حنیفہ ممنوع و نزد
محمد ہرگاہ کہ امام خفی بخواند جائز بلکہ اولی و نزد شافعی بدون خواندن فاتحہ عدم جواز صلوۃ و نزد
فقیر ہم قول شافعی ارجح و اولی چرا کہ بلاحظہ حدیث صحیح لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب بطلان
نماز ثابت میشود و قول ابو حنیفہ نیز جا بجا وارد ست کہ جائیکہ مذہب صحیح وارد شود و قول من
خلافش اُفتد قول مارا ترک باید نمود و بر حدیث عمل باید کرد الی قولہ لہذا لازمست کہ ضم فاتحہ
مقتدی تبعیت امام نیز کردہ باشد تا داخل تابعان مفسرین و محدثین خواہد شد و درین معنے
از ترک فاتحہ خلاف حدیث صحیح واقع خواہد شد و چہ عجب کہ صحت این حدیث با امام ابو حنیفہ نرسیدہ
باشد ہرگاہ کہ الحال از صدہا و ہزارہا مردم علمای محققین مثل امام بخاری و صاحب مسلم وغیرہم رحمہم اللہ
صحت این ثابت شد از ترکش ملام و مطعون خواہد شد۔

تیئسویں مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب اپنی حالت رویا میں لکھتے ہیں کہ ناگاہ جناب
حضرت امیر از جانب قبلہ نمایاں شدند الی قولہ با فقیر ہمکلام شدند فقیر آنوقت را غنیمت دانستہ در چند
چیزکہ درآنوقت در ذہن حاضر شدہ عرض نمود جواب باصواب یافتہ الی قولہ باز عرض نمود کہ از مذاہب

فقہا کدام یک مختار و پسند جنابست فرمودند کہ ہیچ پسند نیست بطور نیست افراط و تفریط
بعض آوردہ اند یہ اقوال صرف بطور نمونہ کے ہمنے نقل کیئے اور مثل اسکے صدہا ہزارہا اقوال
ہیں جنسے حدیث پر عمل کرنا واجب نکلتا ہی۔

مقلد۔ آپ کی اس تقریر سے ثابت ہوا کہ حدیث کا ترک کرنا جائز نہیں ہی اور بمقابل
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے کا قول لائق سند نہیں پس یہی ہم بھی کہتے ہیں اور ایسا ہی
ہمارا عقیدہ ہی ہم بھی امام کو نبی نہیں جانتے اُن کو معصوم نہیں کہتے بلکہ ہمارا اول عقیدہ
مجتہدین کی نسبت یہی ہی کہ المجتہد قد یخطئ و قد یصیب کہ مجتہد خطا بھی کرتا ہی اور
صواب بھی مگر ہم خوب جانتے ہیں کہ ہمارے مجتہدین اور فقہا نے اپنے ہر ایک قول کو
حدیث سے ثابت کیا ہی اور کسی میں مخالفت حدیث کی نہیں کی اور جو قول ظاہر میں مخالف
حدیث کے معلوم ہوتے ہیں وہ درحقیقت مخالف نہیں ہیں بلکہ اور احادیث صحیحہ سے
اُنکا ثبوت ہوتا ہی اور امام ابوحنیفہ کے پاس صندوق کے صندوق حدیثوں کے تھے پس
ہم اسیواسطے اُنکی تقلید کرتے ہیں اور اُنکے اقوال کتاب و سنت سے ثابت ہیں اور مخالف
حدیث کے نہیں ہیں۔

غیر مقلد۔ بیشک آپ اپنی زبان سے امام کو نبی نہیں کہتے اور اُنکی معصومیت کا اقرار
نہیں کرتے مگر جو برتاؤ تمہارا اُنکے ساتھ ہی اُس سے بخوبی ثابت ہوتا ہی کہ تم اُنکو معصوم
جانتے ہو ورنہ خیال کرو کہ یہ تمہارا کہنا کہ اُنکا کوئی قول حدیث سے معارض نہیں اور بعد
اُنکے بھی کوئی حدیث صحیح نہیں ملی جس سے کسی مسئلے میں مجتہد کا قول ترک ہو یہ کیا ایسا

قول ہو جسکی غلطی ثابت کرنیکے لیے کسی دلیل کی حاجت ہو اگر چاروں امام کے سب اقوال موافق حدیث کے ہوتے تو کیوں آپس میں اختلاف ہوتا پس یہ اختلاف ہی عمدہ دلیل تمہارے قول کی غلطی کی ہے +۔

مقلد۔ تو معلوم ہوا کہ آپکے نزدیک اماموں نے اپنی اپنی رائے سے کام لیا اور خلاف حدیث کے مسئلے اپنے ذہن سے تراش کر بنا لیے اور جو ایسا کرے وہ دشمن اسلام کا ہے تو یہ چاروں امام آپکے عقیدے کے موافق دشمن اسلام کے ٹھہرے و نعوذ باللہ منہ۔

غیر مقلد۔ ہمارا یہ قول اور عقیدہ اُن پاک اماموں کی نسبت نہیں ہے بلکہ ہم تو انکو اس درجے سے بھی بڑھا ہوا جانتے ہیں جس درجے کا تم اُن کو سمجھتے ہو اور ہم اُن کی پاکی اور نیکی کے معتقد ہیں اور اُنکا ایک بڑا احسان اپنے اوپر جانتے ہیں کہ اُن کی مساعی جمیلہ سے راہ شریعت کی کشادہ ہوئی خداے تعالیٰ اُنکے نیک کاموں کا نیک بدلا دے مگر یہ سمجھتے ہیں کہ جہانتک اُن کو احادیث پہونچیں اُسپر اُنھوں نے عمل کیا اور جن مسائل میں اُنکو حدیث نہ ملی وہاں اجتہاد کیا اور جہانتک اُنسے بہ نیک نیتی ہو سکا اپنے آپ کو غلطی سے بچایا مگر وہ معصوم نہ تھے کہ اُنسے غلطی نہ ہوتی علاوہ بریں پیچھے کرکے حدیث مل گئی سو اگر وہ زندہ رہتے تو ضرور اُس مسئلے میں اپنے اجتہاد کو ترک کر دیتے اور اسی لیے وہ ہمیشہ کہتے رہے کہ حدیث کے ملنے کے بعد ہمارے قول کو نہ ماننا اگر وہ امام اپنی رائے کو دخل دیتے اور

+ یہاں اس جواب کو ہمنے مختصر کر دیا اسلیے کہ اس مضمون کے تتمے میں ہمنے نہایت تفصیل کے ساتھ جواب اس امر کا دیا ہے اور بہت سی روایات فقیہ کی مخالفت حدیث سے ثابت کی ہے۔

تم لوگوں کی طرح حدیث پاکر اُسکی صحت پر مطلع ہوکر چھوڑ دیتے تو بیشک اُن کی بابت یہ
اعتراض ہوتا۔ حقیقت میں تم اُن کے مقلد نہیں ہو ہم اُن کے مقلد ہیں کہ اُنکے
قول پر چلتے ہیں کہ وہ صاف فرما گئے ہیں کہ حدیث پر عمل کرو اور کسی کے قول کو نہ دیکھو لیکن
بعد اُنکے جو اور لوگ ہوئے اور جنھوں نے تقلید میں تعصب کو دخل دیا اُنکو بیشک ہم اچھا نہیں جانتے
اور اُنکی باتوں پر نہیں چلتے گو تمہارے نزدیک وہ محقق ہوں یا علامہ علاوہ اسکے آپ تقلید
صرف ائمہ اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی نہیں کرتے بلکہ اُنکے مقلدین کی تقلید کرتے
ہو اسلیے کہ جتنے مسئلے اور احکام فقہ کی کتابوں اور فتاووں میں لکھے ہوئے ہیں یہ بھی
تو سب اُنھیں اماموں کے نکالے ہوئے نہیں ہیں بلکہ اُنکے بعد اور عالموں اور فقیہوں
نے اُنکے اصول پر نکالے ہیں اور تم سب کو مثل مسائل نکالے ہوئے اماموں کے مانتے ہو
اسوجہ سے کہ وہ اُنکے اصول کے پابند ہیں پس اگر تم صرف اُنھیں اماموں کے نکالے
ہوئے مسئلوں کی تقلید کرتے تب بھی خیر بلحاظ اُنکی بزرگی اور بڑائی کے تم کو نامناسب نہوتا
مگر جبکہ سارے مسئلے اُنکے نکالے ہوئے نہیں ہیں تو تعجب ہے کہ اُنکے اصول کی پابندی
سے جو مسئلے پچھلے عالموں نے نکالے ہوں اور جس میں اُنھوں نے غلطیاں بھی کی
ہوں بلکہ خود اپنے اماموں کے اقوال سے بعضے حالات میں بوجہ نافہمی وغیرہ کے مخالفت
کی ہو اور اُنکے بعضے فتوے اور مسئلے اماموں کے اصول کے مطابق ہی نہ رہے ہوں
مگر باایں ہمہ اُن کو تم مانو اور جو کتاب و سنت کو اصول سمجھکر اُس کی پابندی سے مسئلے نکالے
اور واسطہ در واسطہ کو چھوڑ کر اصل ماخذ سے شرع کے احکام لے اُسکو تم برا جانو

حقیقت میں یہ ایک نہایت تعجب کی بات ہی۔

مقلد۔ کیا ہمارے پچھلے علمانے دیدہ و دانستہ حدیث کی مخالفت کی ہی۔

غیر مقلد۔ میں کیونکر اپنی زبان سے کہوں مگر میں تمہارے ہی فقہا کے اقوال کو تمثیلاً نقل کرتا ہوں ذرا کان لگا کر سنو اور تقلید کے نتیجوں پر افسوس کرو ملا علی قاری نے اپنے رسالہ میں جو اشارے کی نسبت لکھا ہی فرماتے ہیں فالجاھل بالاخبار النبویہ والاٰثار المصطفویۃ الخ + کہ جو شخص اخبار نبوی و آثار مصطفوی کو نہیں جانتا ‡ جب اُسنے دیکھا کہ بعض تو بسبب مسنون ہونے کے اشارہ تشہد میں کرتے ہیں اور بعض یا جہل یا کسل کے سبب سے نہیں کرتے تو یہ کہنے لگا کہ اُسکا ترک کرنا اولیٰ ہی بعد اُسکے دوسرا شخص ہوا اور اُسنے یہ زیادہ کیا کہ اشارہ کرنا مکروہ ہی مگر کراہت سے مراد اُسکی کراہت تنزیہی ہی پھر تیسرا شخص ہوا اُسنے کہا کہ جو اگلے لوگ کہہ گئے ہیں کہ مکروہ ہی مراد مکروہ سے مکروہ تحریمی ہی اسلیے اُسنے فتویٰ دیا کہ اشارہ کرنا حرام ہی پس خیال کرو کہ بسبب جہالت اور غفلت کے سنت مشہورہ امور منہیہ میں داخل ہو گئی اور فعل پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنا کا حرام ٹھہر گیا اور حرام کی تعریف یہی ہی کہ جسکی حرمت بدلیل قطعی کتاب و حدیث سے ثابت ہو اور یہ قواعد مقررہ سے ثابت ہی کہ مباح کا حرام کرنا حرام ہی نہ کہ ایسی سنت کا جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

+ دراساۃ کے حاشیہ پر اصل عبارت لکھی ہوئی ہی جو چاہی دیکھ لے ہمنے بسبب طول کے چھوڑ دی اور فقط ترجمہ پر قناعت کی۔

‡ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی نے بھی اشارے کے جائز ہونے بلکہ مسنون ہونے کی نسبت بہت کچھ فرمایا ہی۔ چنانچہ لوامع الالہام نے اُنکے قول کو اسطرح نقل کیا ہی کہ چوں نرسید بعضے راسنت و نہ قول ائمہ منع کردند آنرا بقیاس نہ بکتاب و سنت قیاس و اجماع مخالف نص باطل باشد پس خطا کرد و تقلید او در خطا حرام بود اما قولہ و فضل اشارت بسیار ست درین مختصر نگنجد وائے برکسی کہ ازیں فضل محروم باشد۔

سے ثابت ہو پس جو علامہ کیدانی نے اُسکی حرمت کا فتوی دیا ہے اُسکی برائی پر یہی دلیل کافی ہے کہ اُسنے سارے اہل حدیث کی اہانت کی اور بعد اس قول کے ملا علی قاری لکھتے ہیں ولولا حسن الظن بالکیدانی وتاویل کلامہ بسببہ لکان کفرا صریحا وارتدادہ صریحا فھل یحل لمومن باللہ تعالی ان یحرم ما ثبت بفعلہ صلے اللہ علیہ وسلم ما کاد نقلہ ان یکون متواترا کہ اگر علامہ کیدانی کی ساتھ حسن ظن نہوتا اور اُسکے کلام کی تاویل نہو سکتی تو اُسکے کفر وارتداد میں کچھ شک تھا کیا جائز ہے خدا پر ایمان لانیوالے کو کہ وہ حرام کرے اُس چیز کو جسکا کرنا ثابت ہوا ہو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اور جسکی نقل قریب متواتر کے ہو ✦

پس جبکہ تقلید سے یہ نوبت پہونچگئی ہو اور احادیث نبوی سے ایسے ایسے بڑے فقہا کی بیخبری کا یہ حال ہو تو اُسی کو واجب جاننا اور عمل بالحدیث کو بدعت کہنا وہ دین و مذہب ہے جسکو کچھ بھی تعلق اسلام سے نہیں ہے -

مقلد- ایک دو شخصوں نے اگر ایسی غلطی کی تو اس سے الزام سب پر عائد نہیں ہوتا تقلید کے فائدوں کو دیکھو اور جو آسانی مسائل کے معلوم کرنیکی تقلید نے پیدا کی ہے اُسپر انصاف کرو -

غیر مقلد- آپ کو شاید اپنے مذہب کے علما کے قولوں پر بھی اطلاع نہیں ہے حضرت یہی مسئلہ اشارے کا ایسا ہے کہ جسپر صدہا عالموں نے مخالفت حدیث کی کی ہے اور صرف

✦ بعضے علماے حنفیہ نے مسئلہ جو بیان ہوا کہ تشہد کہ نماز میں حرکت دینے انگلی کے ہے حرمت شاہ عبدالعزیز صاحب اسکے جواب میں فرماتے ہیں کہ ہرگاہ گوید فعل پیغمبر را کہ این خلاف قاعدہ است خصوصاً در نماز باتفاق جمیع مومنین کافر گردد -

تقلید کے سبب سے اُسکو مکروہ اور حرام کہا ہی اور اس بیچارے ملا علی قاری کے رسالہ کا
جواب لکھا ہی چنانچہ صاحب لوامع الالہام نے رسالہ اُسکے رد میں لکھا ہی وہ ملا علی
قاری کے اس قول کی نسبت لکھتے ہیں کہ انچہ علی قاری در جواز این فعل منہی اصرار نمودہ
سخنہا گفتہ کہ کسی کم گفتہ باشد و ارادہ ابطال مسئلہ اجتہاد و تقلید کردہ ہر آئینہ این مخبر از فساد اعتقاد
وست پس معلوم ہوا کہ جو شخص ذرا بھی تقلید کو چھوڑے اور حدیث پر عمل کرے وہ فاسد الاعتقاد
ہی سبحان اللہ یہ عجب دین و مذہب ہی کہ جسپر آدمی ایمان لایا ہوا اُسکے قول کو ماننا اور اُسپر عمل کرنا
دلیل فساد اعتقاد پر ہووے -

چوبیسویں تقلید کے فائدوں اور خوبیوں کو ہمارے علما کی کتابوں میں ملاحظہ کرو اور
جو کچھ آپ اعتراض کرتے ہیں اُن سب کا جواب دیکھو خصوصاً شرح سفر السعادت اور تفسیر احمدی
وغیرہ مطالعہ کرو تب آپکے سب شبہات دور ہو جاویں -

غیر مقلد - ہمنے سب کو دیکھا اور خوب غور کیا پس بعضونکی تحریریں تو اُنکی سادگی طبیعت
کا اثر پایا اور بعضوں کی تقریر بمقولہ الحب یستر العقل کا یاد آیا اور اکثروں کی باتوں کو تو صرف
تعصب سے بھرا ہوا پایا مگر یہ ہم نہیں کہتے کہ سب علما اور فقہا نے دیدہ و دانستہ حدیث
کی مخالفت کی ہی یا معاذ اللہ وہ سب کے سب پابند ہوا و ہوس کے تھے بلکہ ہم اکثر علما کو نیک
اور پاک جانتے ہیں اور اُن کی نہایت دل سے تعظیم اور بزرگی کرتے ہیں لیکن اُن کی دو قسمیں
ہیں ایک تو وہ جنھوں نے اپنی نیکی اور پاکی کے ساتھہ تحقیق کو بھی دخل دیا اور کتاب و سنت
پر تمسک کر کے فقہا سے اختلاف کیا اور اجتہاد کو تقلید سے بہتر جانا اور دوسرے وہ

علما ہیں جنہوں نے باوجود نیکی اور پاکی کے صرف تقلید ہی کو اچھا جانا اور کتاب و سنت کو
نہ یہ سمجھکر کہ واجب الاتباع نہیں ہیں بلکہ یہ خیال کرکے کہ جو کچھ اگلے لوگ لکھ گئے ہیں اور
استخراج کر گئے ہیں وہ کافی ہی اور مطابق کتاب و سنت کے ہی اور اپنا تمسک بنایا
اور نہ تعصب سے بلکہ نیکی اور محبت اور مصلحت سے تقلید ہی کو اچھا جانا پس ان دونوں علما
کی نسبت ہم نہ اپنے دل میں کچھ برا خیال کرتے ہیں نہ اُن کی شان میں ہم کچھ کہتے ہیں بلکہ
ہم اُن کو تم سے بھی بڑھکر نیک اور پاک جانتے ہیں مگر ایسے علما کو چھوڑ کر بہت سے علما
ایسے ہوئے ہیں جنہوں نے تعصب ہی کو دخل دیا اور اپنے علم و فضل کے دکھلانے
اور اپنی بات کی پیروی کرنے میں دیدہ و دانستہ حق کو چھوڑا اور نہ صرف نیکی سے اور
نہ فقط محبت سے اور نہ محض مصلحت کے خیال سے بلکہ اپنی نفسانیت سے کھلی ہوئی
حدیثوں کو پس پشت ڈالا اور تاویلات بعیدہ سے اُن پر خط نسخ کھینچا اور پوچ دلیلوں
سے اپنے اقوال کو ثابت کیا ایسے علما کے اگر حالات اور مثالیں اور نام لکھے جاویں
تو ایک دفتر کا دفتر ہو جائے + لیکن یہ کچھ ضرور نہیں ہی کہ جو آدمی نیک اور اچھا ہو اُسکی
سب باتیں واجب التسلیم ہوں اسلیے ہمنے مانا کہ بعضے عالم نیک اور بزرگ تقلید کو اچھا
جانتے تھے یا فرض کیا کہ وہ اُسے واجب سمجھتے تھے مگر ہمارا اس قول کو اُنکے غلط جاننا
اور اُنکی اس رائے کو نادرست سمجھنا اُن کی بزرگی پر الزام لگانا نہیں ہی یہی غلطی آپ کی
سمجھ کی ہی اور اسی سے سب کو مغالطہ ہوتا ہی کہ جو آدمی نیک اور بزرگ ہے اُسکی سب

+ دیکھو احیاء العلوم کی کتاب علم اور کتاب غرور کہ ایسے علماء کی نسبت کیا لکھا گیا ہی۔

باتیں ماننے کے لائق ہیں حالانکہ یہ حق کسی کا نہیں ہی سوائے اسکے جو معصوم ہو اور جسکی نسبت اللہ جلشانہ نے فرمادیا ہو کہ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی -

مقلد - نہایت تعجب کی بات ہی کہ آپ علما اور فقہا کے اقوال کو ماننے کو بُرا سمجھتے ہیں اور اُن کی باتوں کو خلاف حدیث کے جانتے ہیں آخر علما کی باتوں کو تو ہم اسی لیے مانتے ہیں کہ وہ خدا اور رسول کی باتوں کو سمجھتے ہیں اور اس سے واقف ہیں نہ اسوجہ سے ہم اُن کی باتوں کو مانتے ہیں کہ وہ دیدہ ودانستہ خدا اور رسول کے مخالف باتیں کرتے ہیں اور خدا کی اور اُسکے رسول کی باتوں کو سوائے علما کے کون سمجھ سکتا ہی پس جسپر بہت سے علما فقہا جمع ہوں اُسی کو ہم خدا اور رسول کے حکم کے موافق سمجھتے ہیں اسلیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا ہی کہ لا یجتمع امتی علی الضلالۃ کہ میری امت ضلالت پر جمع نہو گی اور چونکہ آپ علما فقہا کے دشمن ہیں اسلیے ہم آپ کی باتوں کو خلاف خدا اور رسول کے سمجھتے ہیں اور علما کی دشمنی کو ہم نشانی ضلالت سمجھتے ہیں -

غیر مقلد - ہم اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ ہم تمام ان لوگوں کو جو کہ علما اور فقہا کہلائے جاتے ہیں اور جنکے علم اور مولویت کے آپ معتقد ہیں اپنا پیر و مرشد نہیں جانتے اور اُن کی سب باتوں کو نہیں مانتے مگر یہ غلط ہی کہ ہم علما فقہا سے عداوت رکھتے ہیں اور اُن میں کچھ تمیز نہیں کرتے اور سب کو بُرا سمجھتے ہیں یا اُنکے سارے قولوں کو غلط جانتے ہیں اسلیے ہم چند باتیں آپسے بیان کرتے ہیں جس سے آپکے یہ سارے شبہات دور ہوجاویں سب سے پہلے اس امر کو سوچنا چاہیے کہ علما سے محبت اور

عداوت کی کیا وجہ ہی اور اُنکے قولوں کا ماننا نہ ماننا کس اُصول پر مبنی ہے پس اُنکے ساتھ
محبت اور عداوت کی وجہ صرف یہی ہی کہ ہم جس معصوم پر ایمان لائے اور جس صاحب
شریعت کے دین میں داخل ہوئے اُس سے ہمکو یہی محبت رکھنا فرض اور لازم ہی
پھر پس جو شخص ہمکو ہمارے اُس محبوب تک پہونچاوے اور اُسکی باتیں ہمکو سکھلاوے
اُس سے بھی لامحالہ ہمکو محبت ہوگی اور رسول کا رسول سمجھکر ہم اُسکے ساتھ خواہ مخواہ محبت
رکھینگے پس جن عالموں کو ہم جانتے ہیں کہ وہ پاک اور پاک تھے یا ہیں اور سچی راہ ہمارے
رسول کی ہمکو اور ساری امت کو بتلاتے تھے اور بتلاتے ہیں اور جنکی ذات سے دین کو بہت سا
فائدہ ہوا اُنسے ہم محبت رکھتے ہیں اور اپنی ساری جان اور دل سے اُنکی تعظیم کرتے ہیں اسلیے
کہ علت محبت کی اُنمیں موجود ہی اسی طرح پر جن مولویوں کو ہم جانتے ہیں کہ وہ متعصب اور جاہل
تھے اور جنکے تعصب اور جہالت سے دین کو نقصان پہونچا اور جنہوں نے اپنی نفسانیت
اور دنیا طلبی و حماقت اور نادانی سے وہ طریقہ جاری کیا جس سے ہم اپنے محبوب تک
نہ پہونچ سکیں اور بیچ ہی میں بھٹکتے رہجاویں تو ضرور ہم اُنسے عداوت رکھتے ہیں اسلیے
کہ وجہ محبت کی اُنکی ذات سے مفقود اور علت عداوت کی موجود ہی پس فقط عالم ہونا یا فقیہ
ہوجانا کافی نہیں ہی بلکہ اُسکے ساتھ نیک و پاک و متقی اور مصداق [illegible] ہو
ہونا بھی ضرور ہی پس اگر ہم اُن لوگوں کے ساتھ محبت رکھیں جو کہ رسم و رواج کے
پابند تھے یا جنکے دل کو تعصب نے سیاہ کر دیا تھا یا جن کی آنکھوں پر پردہ جہالت کا پڑگیا
تھا اور جنہوں نے دیدہ و دانستہ امت کو اُسکے پیغمبر سے چھوڑانا چاہا اور اپنی پوچ و ہیچ

باتوں سے لوگوں کو بہکایا تو حقیقت میں یہ دوستی رکھنا اسلام کے ساتھ دشمنی کرنا ہی
اگر ہم علما و فقہا کے دشمن ہوتے تو ضرور چاروں امام اور انکے خاص تلامذہ کے دشمن
ہوتے حالانکہ ہم اُن کو وارث انبیا سمجھتے ہیں اور علمائے ربانی جانتے ہیں اور اپنے
سارے دل وجان سے اُن کی تعظیم کرتے ہیں اور اُنکا شکر کرتے ہیں جیساکہ انکے اُن تقلید
کرنے والوں کو جنھوں نے حدیث پر عمل کرنے کو ناجائز کر دیا اور تقلید کو واجب اور فرض
ٹھہرادیا برا اور متعصب جانتے ہیں باقی رہا یہ امر کہ جن علما کو ہم بھی نیک اور پاک جانتے
ہیں اُن کی سب باتوں کو کیوں نہیں مانتے اُسکا یہ سبب ہے اگر ہم اُن کو معصوم جانتے اور
اور اُن کو صاحب الہام سمجھتے اور ہمارا یہ عقیدہ ہوتا کہ جبرئیل اُن پر نازل ہوتے تھے اور
وہ فقہ اور احکام مسائل اُن کو بتلاجاتے تھے تو ضرور ہم اُنکے قول اور فعل ہی کو واجب العمل
جانتے مگر جبکہ ہم کسی بڑے سے بڑے مجتہد اور نیک سے نیک عالم اور فقیہ اور امام کی
اجتہاد اور امامت پر اعتقاد رکھیں گے تو پہلا کلمہ طیب ہماری زبان سے یہ نکلیگا کہ المجتہد
قد یخطی و قد یصیب تو پھر کیونکر ہم اُسکے برخلاف اُن کو معصوم جانینگے اور معصومیت پر
اعتقاد رکھنے یا نہ رکھنے کا ثبوت نہ صرف زبان کے اقرار و انکار سے ہوتا ہی بلکہ اُس تاؤ
سے جو ہم اُن کی باتوں کی نسبت کرتے ہیں پس جسنے اُن کی سب باتوں کو مانا اور باوجود
غلطی کے یہ سمجھکر کہ ضرور کچھ نہ کچھ سبب اسکا ہوگا اُسی پر عمل کیا بلاشک اُسنے اُنکو معصوم جانا گو
ہزار زبان سے انکار کرے اور جسنے اُنکی باتوں میں اُن باتوں کو نہ مانا جو کہ مخالف حدیث کے تھیں تو
اُسنے اپنے دعوے کو پایۂ ثبوت پر پہونچایا۔

میں نہایت حیران ہوں کہ باوجودیکہ مقلدین کا دعوی تو یہہ ہی کہ المجتہد قد یخطی وقد یصیب اور پھر عمل یہہ ہی کہ امام کے اجتہاد کے برخلاف کرنا کسی کو جائز ہی نہیں ہی اور اُسکی تقلید واجب ہے۔

اب ہم اس امر پر غور کرتے ہیں کہ ائمہ اربعہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے سچے پیرو ہم ہیں یا کہ اُنکے مقلدین تو ہم بخوبی اپنے سچے دل سے یقین کرتے ہیں کہ سچے پیرو اُنکے ہم ہیں۔ وہ لوگ جو کہ تقلید کا دعوی کرتے ہیں اسلیے کہ پیروی اُن کی وہ جھوٹی محبت نہیں ہی جس سے وہ اُس درجے پر پہونچے ہوئے سمجھے جاویں جسکے وہ مستحق نہیں ہیں بلکہ اصل پیروی اُن کی وہ ہی کہ جو کچھ اُنھوں نے کہا ہو اُسپر عمل کیا جاوے پس اگر کوئی شخص مسلمان ہوکر براہ محبت یہ عقیدہ رکھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا تھے ونعوذ باللہ من ذالک تو اُسنے آنحضرت کو اُس درجے سے بڑہا دیا جو کہ خدا نے حضرت کو عنایت فرمایا اسلیے کہ حضرت بندے تھے نہ خدا اسی واسطے آپنے کلمہ شہادت میں اپنی عبودیت کو داخل کر دیا اور صاف صاف بتلا دیا کہ یوں سمجھو اور یوں کہو کہ محمداً عبدہ ورسولہ پس جسنے اُسکے برخلاف کیا وہ دشمن آنحضرت کا ہی نہ پیرو اسی طرح اگر کوئی شخص یہ سمجھے کہ ائمہ اربعہ معصوم تھے تو اُسنے اُن کو اُنکے درجے سے بڑہا دیا اسلیے کہ وہ مجتہد تھے نہ معصوم اسیواسطے اُن اماموں نے صاف فرما دیا کہ ہم مجتہد ہیں نہ معصوم والمجتہد قد یخطی قد یصیب پس باوجود اُنکے اس کہدینے کے جسنے اُسکے برخلاف اُنکے سب قولوں کو خطا اور غلطی سے محفوظ جانا وہ اُنکا دشمن ہی پیرو نہیں ہے۔

کوئی خوف آنحضرت کو اس سے زیادہ نہ تھا کہ لوگ مجکو خدا نہ سمجھنے لگیں اسیواسطے
بار بار فرماتے تھے کہ انا عبدہ ورسولہ وانما انا بشر مثلکم اور جب کوئی ایسی بات آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتا جس سے شرکت ساتھ خدا کے نکلتی اسی وقت رنگ چہرے
کا متغیر ہو جاتا اور خفا ہو جاتے اور فرماتے کہ جعلتنی للہ ندا جعلتنی للہ ندا
خدا کا مجھے شریک بناتا ہے ایسا نہو کہ خدا خفا ہو جاوے کہ تم میری خدائی اور توحید
کو پھیلانے گئے تھے یا کہ اپنے آپ کو میرا شریک بنانے کو پس بعینہ ان چاروں
اماموں کو بھی کوئی خوف اس سے زیادہ اپنے اجتہاد میں نہ تھا کہ ایسا نہو کہ لوگ
اُن کو معصوم جاننے لگیں اور اُنکے قولوں کو بمقابل احادیث کے واجب العمل جانکر
حدیث کو چھوڑ دیں اسی واسطے بار بار اُن کی پاک زبانوں سے یہی نکلتا رہا کہ المجتھد
قد یخطی وقد یصیب چنانچہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یہی کہتے رہے کہ لا ینبغی
لمن لا یعرف دلیلی ان یفتی بکلامی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا تا دم مرگ یہی
قول رہا کہ اذا صح الحدیث فھو مذھبی امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ چلا چلا کر یہ کہتے
رہے کہ لا تقلدنی ولا تقلدن مالکا اور یہ خوف ان اماموں کا اسی وجہ سے تھا
کہ ایسا نہو کہ پیغمبر صاحب ہمسے خفا ہو جاویں کہ تم مجتہد اور امام میری شریعت کے
مسائل بتلانے کے لیے ہوئے تھے یا کہ اُسکے باطل کرنے اور اپنے مذہب کے
جاری کرنے کے لیے تم عالم اور فقیہہ میری احادیث کے اوپر عمل کرانے کے
لیے ہوئے تھے یا کہ اُسپر عمل کو حرام کرنے کے لیے پس اسیواسطے یہ بزرگ ڈراکیے

اور لوگوں کو سمجھاتے رہے مگر جس طرح پر کہ بعض لوگوں نے پیغمبروں کو باوجود اُن کی ممانعت کے خدا کا شریک کر دیا اسی طرح ان مقلدین متعصبین نے اماموں کو باوجود اُنکی تاکید اور ممانعت کے معصوم بنا دیا پس اگر وہ فرقہ اپنے پیغمبر کی ایسی جھوٹی محبت سے قابل تعریف کے ہی تو ضرور مقلدین بھی لائق مدح وصفت کے ہیں ورنہ دشمنی کا نام دوستی اور مخالفت کا نام اطاعت رکھا ہی۔

پس جبکہ خاص چاروں امام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سب اقوال کو نہ ماننا اور اُسکی جانچ خدا اور رسول کے کلام سے کرنا دلیل ایمان اور توحید فی صفة النبوة کی ہو تو پھر اور علما کا کیا ذکر ہی اسلیے مسلمان کا کام ہی کہ وہ خدا و رسول کے کلام کو مقدم رکھے جسکے کلام کو اُسکے مطابق پاوے اُسے صحیح جانے ورنہ کالاے بدبریش خاوند اُسکو قبول نہ کرے یہ کلام مسلمان کا نہیں ہی کہ اندھا بنجاوے اور اپنی آنکھوں کو قرآن وحدیث سے بند کرے اور اپنے کانوں تک اُن کی آوازیں نہ آنے دے بلکہ اور لوگوں کے قولوں کو ڈھونڈھتا پھرے کہ زید نے کیا کہا ہی عمرو نے کیا فرمایا ہی اور بغیر ملانے قرآن وحدیث کے بغیر جانچے اُسکے اُن کی باتوں کو مان لے اور نہ صرف ماننا بلکہ اُن کی سب باتوں پر ایسا یقین کرے کہ اُس میں غلطی کا احتمال ہی نہیں ہی اور باوجودیکہ خود بھی صریح حدیث سے مخالفت اُنکے قول کی سمجھتا ہی مگر حدیث میں شبہ کرے لیکن اُنکے قول میں شبہ نکرے حدیث کو تو چھوڑ دے مگر اُن کی بات کو نہ چھوڑے پس اگر یہ شرک فی صفة النبوة نہیں ہی تو کیا ہی بلکہ یہ

نزدیک تو شرک فی صفۃ النبوۃ سے بھی بڑھکر ہی اسلیے کہ اگر نبی کو شریک اپنے امام کا رکھتے تو کبھی حدیث پر بھی عمل کرنا جائز سمجھتے حالانکہ منجملہ لاکھ مسئلوں کے ایک مسئلے میں بھی مخالفت امام کی اور عمل حدیث پر جائز نہیں ہے اور باوجود اس عقیدے اور ایسے برتاو کے کیا بھلا معلوم ہوتا ہی جب مقلدین کی زبان سے یہ بات نکلتی ہی کہ ہم کیا اپنے امام کو معصوم جانتے ہیں معلوم نہیں کہ معصوم کے لفظ کے کیا معنی ہیں۔

حقیقت یہ ہی کہ مقلدین کا یہ کہنا کہ جو لوگ حدیث پر عمل کرتے ہیں وہ دشمن علما اور فقہا کے ہیں صرف ایک دہوکا اور مغالطہ ہی تاکہ عوام کو نفرت پیدا ہو اس لیے کہ یہ تو وہ جانتے ہیں کہ علما انبیا کے وارث ہوتے ہیں اور انہیں سے لوگ ہدایت پاتے ہیں تو جو لوگ اُنکے دشمن ہونگے وہ ضرور دشمن اسلام کے ہونگے حالانکہ ہم تو اُن علما کے خاک پا ہیں جو کہ ورثۃ الانبیا ہیں اور اُن کی زیارت کو بھی عبادت جانتے ہیں مگر اُن لوگوں کو جو کہ نام کے مولوی اور عالم ہیں اور حقیقت میں دین کے خراب کرنیوالے اُنکے ہم دشمن ہیں اور ہم کیا ہمارے آخری امام مہدی بھی اُنکے دشمن ہونگے جیسا کہ عارف باللہ شیخ محی الدین ابن عربی نے فتوحات مکیہ میں لکھا ہی کہ

اذا خرج الامام المھدی علیہ السلام فلیس لہ عدو مبین الا الفقہاء خاصۃ فانھم لا یبقی لھم ریاسۃ ولا تمییز عن الائمۃ بل یبقی لھم علم بحکم الا قلیلا ویرتفع الخلاف من العالم بوجود ھذا الامام ولولا ان السیف بیدہ لافتی الفقہاء

[illegible] و يعتقدون فيه اذا حكم بغير مذهبهم انه على ضلالة في ذلك لانهم يعتقدون ان اهل الاجتهاد وزمانه قد انقطع وما بقي مجتهد في العالم وان الله سبحانه لا يوجد بعد ائمتهم احداً له درجة الاجتهاد

جسوقت امام مہدی علیہ السلام خروج کرینگے کوئی انکا ایسا کھلا ہوا دشمن نہوگا جیسا کہ فقیہ اور مولوی ہونگے اسلیے کہ اُن کی ریاست جاتی رہیگی اور اُن میں اور عوام میں کچھ فرق و تمیز نہ رہیگی اور اُنکا حکم باقی نہ رہیگا اور اگر اس امام کے پاس تلوار نہووے تو فقہا اُسکے قتل کا فتوی دیدیں اور مروا ڈالیں اور جب کبھی امام مہدی موافق ان چاروں اماموں کے مذہب کے فتوے نہ دینگے تو وہ فقہا سمجھینگے کہ یہ گمراہ ہے اسلیے کہ اُنکے نزدیک اہل اجتہاد باقی ہی نہیں رہا اور اُسکا زمانہ منقطع ہوگیا اور دنیا میں کوئی مجتہد پایا نہیں جاتا گویا اُنکے نزدیک خدا نے بعد اُنکے اماموں کے ایسے آدمی کا پیدا کرنا بند کردیا جسکو اجتہاد کا درجہ ہو۔

حقیقت میں مقلدین جس طرح پر ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیا سمجھتے ہیں اپنے اپنے اماموں کو خاتم الائمہ جانتے ہیں اور جب امام مہدی سے امام کو ترک تقلید سے کافر اور گمراہ جانینگے اور واجب القتل سمجھینگے تو پھر ہم ایسے فرقے سے کیا شکایت کریں اور اپنی نسبت گمراہی اور ضلالت کے فتوے سُنکر کیوں رنجیدہ ہوں حضرت کو چھیا ہے جو چاہیں سو کریں دین کو خود برباد کریں اور کافر اور مستحق قتل ہم کو بتاویں کیا خوب ہے

ع تو مشق ناز کر خون دو عالم میری گردن پر۔

اب میں اُن شبہات کو جو علما کی مخالفت کے سبب سے پیدا ہوتے ہیں صرف
ایک محقق کے قول کو نقل کرکے دور کرتا ہوں یعنی ابن قیم جسنے نہایت خوبی سے اس
شبہ کو دفع کیا اور سارے خطرات کو دور کردیا قال ابن قیم اذا جاءت ھذا الی آخرہ
یعنی جبکہ کسی مسلمان کے نفس مطمئنہ کو اس طرف رجحان ہوتا ہے کہ وہ خاص
پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنا کی خالص متابعت کرے تو نفس امارہ کی مزاحمت لوگوں
کے قولوں اور راویوں سے اسکے ارادہ کے ظہور کے لیے ہوتی ہی پس نفس امارہ
ایسے شبہات ڈالتا ہی جنسے کمال متابعت پیغمبر خدا کی آدمی نہ کرسکے وہ خدا کی قسم
دلاتا ہی کہ میری غرض سوائے نیکی اور احسان اور توفیق خیر کے اور کچھ نہیں ہی حالانکہ
خدا خوب جانتا ہے کہ وہ جھوٹا ہی اور اصلی غرض اُسکی یہ ہی کہ وہ اپنی خواہشات
کو پورا کرے اور متابعت کے جیلخانہ سے نہ نکلنے دے اور نفس امارہ ایسے شخص
کو دہوکا دیتا ہی کہ خالص پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تبعیت کا قصد کرنا اور آنحضرت
کے قول کو سب علما کی رایوں پر مقدم سمجھنا گویا سارے عالموں اور تمام فقیہوں کی
شان میں نقص لگاتا ہی اور اُنکے ساتھ بی ادبی کرتا ہی کہ اُن میں سے کسی نے پیغمبر
صاحب کے قول پر عمل نہ کیا اور سبھوں نے خودرائی کی اور یہ کیسی بدظنی ہی کہ سارے مولوی
اور فاضل اور بڑے بڑے جو ہوئے تو وہ گنہگار رہے اور غلطی پر اور ہم ثواب ڈہونڈتے

ف ہمنے بسبب طول ہونے کے اصل عبارت کو نقل نہیں کیا صرف ترجمے پر قناعت کی ہی اور اصل عبارت دراسات
کے صفحہ ۱۴۴ میں مفصل ہی۔

ہیں حالانکہ یہ قوت اور طاقت ہمکو کہاں ہی کہ ہم اُن بزرگونکے قولوں کو رد کریں اور اُنکی غلطی اور
خطا نکالیں پس ان باتوں کے خطرات دل میں ڈالکر نفس امارہ قسم کھاتا ہی کہ خدا شاہد ہی کہ میری
اور کچھ غرض سواے احسان اور توفیق کے نہیں ہی پس اسی دہوکے میں بہت سے
لوگ آجاتے ہیں پس ایسی باتوں کو نہ ماننا اور ایسے دہوکے میں نہ آنا چاہیے اولئک
الذین یعلم اللہ ما فی قلوبھم فاعرض عنھم وعظھم وقل لھم فی انفسھم قولا
بلیغا اور خالص متابعت کرنا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی کہ جو کچھ آنحضرت لائے
ہیں اُسکے سامنے نہ کسی قول کو دیکھے نہ کسی کی رائے پر لحاظ کرے کوئی کیوں
نہو بلکہ اول صرف حدیث کی صحت کی تحقیق کرے پھر اگر اُسے صحت ہوجائے تو
اُسکے معنی سمجھے جب معنی سمجھ لے تو ہرگز اس سے عدول حکمی نکرے گو تمام مشرق سے
لیکر مغرب تک اُس سے مخالف ہوں اگرچہ ایسا کبھی ممکن نہیں ہی کہ نعوذ باللہ کوئی حدیث
ایسی ہو کہ امت محمدی میں کوئی اُسکا قائل اور عامل نہو ہاں یہ ممکن ہی کہ ہر کسی کو معلوم نہو
کہ کون شخص اُس حدیث کا عامل ہوا ہی یا ہی پس نہ جاننا ایسے آدمی کا جو کہ اُس حدیث
کا قائل اور اُسپر عامل ہو خدا کے نزدیک اُس شخص کے لیے حجت نہیں ہو سکتی جو کہ حدیث
کی صحت پر اطمینان کرکے اور اُسکے معنی سمجھکر حدیث کو چھوڑے اور اُسپر عامل نہو پس
جب تو کسی نص کو پاوے تو تجھے چاہیے کہ اُسپر عمل کر اور یہ سمجھ لے کہ ضرور کوئی نہ کوئی اور
بھی اسکا قائل اور اُسپر عامل ہوگا تجکو اُسکی خبر نہیں ہوئی اور اس سے تو اور علما کی محبت
اور حفظ مراتب میں شبہ نکر اسلیے کہ مجتہدین اور علما سے خطا بھی ہوجاتی ہی اور اُس میں

بھی اگر وہ بدنیتی نہ کریں مستحق یک اجر کے ہوتے ہیں لیکن اس سے یہ لازم نہیں ہے
کہ اُنکے غلط قول کی تبعیت کی جاوے اور صاحب شریعت کے کھلے احکام چھوڑ دئے
جاویں صرف یہ خیال کرکے کہ جن علما اور فقہا نے اس قول پر عمل نہیں کیا کہ وہ ہم سے زیادہ
عالم اور بزرگ تھے اور ہم کو اُن کا سا مرتبہ حاصل نہیں اسلیے کہ جن لوگوں نے اُس نص پر
عمل کیا ہے وہ بھی تجھ سے زیادہ عالم تھے تو تو نص پر عمل کرنے میں کیوں اُنسے
موافقت نہیں کرتا اور یہ تو ممکن بھی نہیں ہے کہ کوئی نص موجود ہو اور کسی نے اُسپر
عمل نکیا ہو بہرحال نص پر عمل کرنے والا کبھی تنہا نہوگا اور ضرور اُسکے ساتھ اور لوگ
ہونگے پس جو آدمی علما اور فقہا کے قولوں کو قرآن و حدیث سے ملاوے اور اُس سے
مطابق کرے اور جنکو مخالف نصوص کے پاوے اُس سے مخالفت کرے تو یہی مخالفت
کرنے والے کی نسبت یہ شبہہ کہنا کہ وہ انکا دشمن ہے یا کہ اُنکے حفظ مراتب پر خیال نہیں کرتا
یا اُن کو بُرا جانتا ہے بڑی غلطی ہے اسلیے کہ حقیقت میں اُنکے کلام کو خدا اور رسول کے کلام
پر عرض کرنا اور جو مخالف اُسکے ہو اُسے نہ ماننا اصل پیروی اور اقتدا اُن عالموں کی ہے
کیونکہ اُنہوں نے خود ہی کیا ہے اور ایسا ہی کرنے کو اوروں کو نصیحت کی ہے نہ کسی نے
معصومیت کا دعوی کیا نہ اپنے قول کو نصوص پر مقدم سمجھا پس اس سے ثابت ہوا کہ
ان دونوں میں کیا فرق ہے ایک ایسی تقلید کرنا کسی کی کہ اُس کی سب باتیں ماننا اور اُسکے
قول کو نہ خدا کے کلام سے جانچنا نہ رسول کی احادیث سے ملانا بلکہ ایک معصوم کے
قول کے موافق اُسی کو قبول کرلینا دوسرے اُسکے علم اور فہم اور تفقہ سے استعانت کرنا

یعنی چراغ علم کا جسنے روشن کیا اُس سے نور لیا پس جو مقلد ہے وہ اول قسم میں
داخل ہو وہ اُس عالم کے قول کو بلا تامل قبول کرتا ہی نہ اُس میں غور کرتا ہی نہ کتاب وسنت
کی سند سے اُسکی صحت کی تحقیق کرتا ہی اور جو محقق ہی وہ دوسری قسم میں داخل ہے
وہ اُس عالم کے قول کو بمنزلہ دلیل کے سمجھتا ہی پس اگر پہلی دلیل اُسے مل گئی تو دوسرے
استدلال کی کچھ حاجت نہیں جس طرح کہ ستارہ قبلہ پر دلیل ہی مگر جبکہ آدمی خود قبلہ کو
دیکھلے تو پھر ستارہ کی حاجت نہیں رہتی اسلیئے جب ہمنے کسی فقیہہ یا مجتہد کے قول کو
سنا تو ہمکو اُسپر عمل کرنیکی ابتدائی حجت کافی ہی مگر جب ہمکو کوئی حدیث صحیح اُسکے موافق
ملجاوے تو اُس عالم یا فقیہہ کے قول پر ہمکو کامل اطمینان ہوگا اور سننے سے مرتبہ دیکھنے کا
ہمکو حاصل ہوگا اور اگر اُسکا قول مطابق حدیث کے نہو یا اس سبب سے کہ وہ حدیث اُسنے نہ پائی
یا اس وجہ سے کہ اُسنے اجتہاد میں غلطی کی تو ہمکو اُسکے چھوڑ دینے میں کچھ تامل نہوگا پس یہ
اعتراض جو مقلدین کیا کرتے ہیں کہ جو لوگ تقلید کو واجب نہیں جانتے آخر وہ بھی فقہا
اور علما ہی کے قولوں پر عمل کرتے ہیں باطل ہوا اسلیئے کہ واجب و جائز میں بڑا فرق ہے
پس ہمارا یہ قول نہیں ہی کہ علما فقہا کی باتوں کا ماننا یا اُنکے نکالے ہوئے مسئلوں پر عمل کرنا جائز
نہیں ہاں ہمارا یہ عقیدہ ہی کہ وہ واجب نہیں بلکہ جسکو معلوم ہو جاوے کہ خدا کا فلاں معاملہ میں
یہ حکم یا اُسکے رسول نے فلاں معاملہ کی نسبت ایسا فرمایا ہی تو بمقابل اُسکے دوسرے کا اتباع
جائز نہیں اسلیئے کہ خدا و رسول کے حکم کے سامنے دوسرے کا کچھ حکم نہیں علاوہ بریں
مجتہدین و ائمہ نے جنکے قول کے اتباع کی نسبت یہ ساری بحث ہی خود بھی تو یہ دعوی نہیں کیا کہ

جو کچھ ہم کہتے ہیں وہی حکم خدا اور رسول کا ہی بلکہ وہ صاف کہتے رہے ہیں کہ ہم اجتہاد
کرتے ہیں ہمارے اجتہاد اور رائے کو جو چاہے مانے جو چاہے نہ مانے بلکہ امام ابوحنیفہ
رحمۃ اللہ علیہ کا خود یہ قول ہی کہ جو شخص میری رائے سے بہتر رائے دے میں خود اسکو قبول
کرنے پر آمادہ ہوں اور نیز اگر اُن ائمہ و مجتہدین کا قول وہی ہوتا جو کہ خدا اور رسول کا قول ہی
تو اُنکے خاص شاگردوں کو اُنسے مخالفت کرنا جائز نہوتا جسطرح پر کہ صحاب کو پیغمبر کے
قول سے مخالفت جائز نہیں ہی فقط انتہی"

یہ قول ابن قیم کا جو ہمنے نقل کیا مقلدین کے سارے اعتراضات کا جواب ہے اور اس سے
اُنکے کل شبہات رفع ہوتے ہیں پس باوجود اسکے بھی اگر کوئی تقلید کو واجب کہے اور اُسکے
واجب نہ کہنے والے کو دشمن اسلام کا اور بدعتی جانے اُسکے حق میں بجز اسکے کہ دعائے خیر
کیجاوے کیا کہا جائے۔

پس بفرض محال اگر عدم وجوب تقلید پر کوئی عالم بھی ہمارے ساتھ متفق نہوتا اور سب
اُسکے وجوب ہی کے معتقد ہوتے تب بھی ہمارا اُس سے انکار کرنا خرق اجماع نہ تھا نہ کہ
اُسکے عدم وجوب پر ہزارہا علما کا اتفاق ہی بلکہ سارے صحابہ کل تابعین تمام تبع تابعین کا
یہی عقیدہ تھا پس جو مقلدین یہ شبہہ کرتے ہیں کہ اگر تقلید کے وجوب سے انکار کیا جاوے
تو بہت سے علما فضلا کے اوپر نقص عائد ہوتا ہی اور اُن کی شان میں غلطی کی نسبت ہوتی ہی
اُن کو یہ بھی سوچنا چاہیے کہ اگر تقلید کا وجوب تسلیم کیا جاوے اور اُسکا منکر بدعتی اور فاسق
اور گنہگار قرار دیا جائے تو کل محدثین کبشر اہل تصرف اور اولیاء اللہ اور اکثر مجتہدین او

محققین کا بدبختی اور فاسق ہونا لازم آتا ہے جو سب سے زیادہ تقلید کے تارک تھے پس تعجب ہے کہ وجوب تقلید کے نہ ماننے پر تو یہ شبہہ کیا جاوے کہ اکثر علما کی خطا ثابت ہوتی ہے اور اُس ماننے پر یہ خیال نہووے کہ اکثر محدثین اور اولیاے کرام اور محققین کا گنہگار ہونا لازم آتا ہے پس بالفرض اگر ایک فرقہ کا چھوڑنا ہی لازم ہو تو اب اختیار ہے جو چاہے تقلید میں داخل ہو اور محدثین اور اولیا اور اہل تصوف کو چھوڑے اور جسے منظور ہو وہ حدیث پر عمل کرے اور اُس زمانہ کے لوگوں کو چھوڑے جو کہ عہد نبوت سے دور ہوتا گیا اور جس میں بدعت کا رواج بڑہتا گیا۔

مقلد۔ یہ ہم نہیں کہتے کہ اجتہاد کا دروازہ بند ختم ہوگیا مگر آجکل کسکو ایسا علم ہے کہ وہ امام ابو حنیفہ کے قول پر جرح کر سکے اور کسکو اُنکا سا تقویٰ اور بزرگی اور احتیاط ہے کہ اُنکے کلام کو نہ مانے ہاں جو کوئی اُنکا سا علم اور ویسا تقویٰ رکھتا ہو وہ اجتہاد کرے مگر تب بھی قرب زمانہ نبوت کی فضیلت کہاں سے اب کوئی پاویگا۔

غیر مقلد۔ اس دلیل سے تو آپ ہی کی تقلید باطل ہوتی ہے اسلیے کہ دوسرا فریق بھی کہہ سکتا ہے کہ آئمہ اربعہ بھی پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنا کے اصحاب کرام کے ہم رتبہ نہ تھے اور مہاجرین و انصار میں داخل نہ تھے پس چاہیے تھا کہ وہ بھی اصحاب کرام کے اقوال میں جرح و تعدیل نہ کرتے اور کسی ایک صحابی کے سارے قولوں کو تسلیم کر لیتے پس جبکہ مجتہدین نے اصحاب نبوی کے قولوں میں جرح و تعدیل جائز رکھی اور حضرت ابو بکر صدیق سے یار غار اور حضرت عمر فاروق سے فقیہہ اور حضرت

علی سے عالم جنکی فضیلت میں آیتیں بھی نازل ہوئیں اور جن کی شان میں پیغمبر خدا نے حدیثیں
بھی فرمائی ہیں اور جن کی ہجرت اور نصرت کی خدا نے تعریف بھی کی باوجود اسکے
تیسرے طبقے کے اس امر کے مجاز ہوں کہ وہ ایسے اصحاب جلیل القدر کے قولوں میں سے
جسکو مطابق کتاب وسنت کے پاویں اُسے لیں اور جسکو مخالف پاویں اُسے چھوڑ دیں
اور ترک کریں اور اس سے اُن کی نسبت یہ شبہہ نہو کہ وہ اصحاب کی بزرگی کے معتقد نہ تھے
جو اُنکے قولوں سے انکار کرتے تھے اور بعد ائمہ اربعہ کے جو زمانہ آوے اُس میں کوئی اُن
ائمہ کے اقوال میں جرح وتعدیل کرنیکا مجاز نہو اور سب کو کسی ایک امام کی منجملہ چار اماموں کے
تقلید واجب ہووے اور جو واجب جانے اُسپر یہ الزام لگایا جاوے کہ وہ اُس امام کی بزرگی
کا منکر ہے یہ ایک نہایت حیرت کی بات ہے۔

مقلد۔ اگر حدیث پر عمل کیا جائے تو آجکل کسکو طاقت ہے کہ وہ تمام احادیث کو
جمع کر کے ناسخ ومنسوخ میں تمیز دے اور قوی اور ضعیف کو جدا کرے اور اُس سے مسائل کو
استخراج کرے۔

غیر مقلد۔ کیا آپکے نزدیک احادیث کی کتابیں فقہ کی کتابوں سے بھی زیادہ مشکل ہیں
اور کیا اُصول حدیث کے اُصول فقہ سے بھی زیادہ دقیق ہیں اور کیا احادیث کو اگلے
لوگ جمع نہیں کر گئے اور کیا اُنکے اقسام ضعیف وحسن وغیرہ کو جدا جدا نہیں کر دیا اور
کیا موضوعات کو صحاح سے علیحدہ نہیں کر دیا اور کیا جو اختلاف احادیث میں ہے
اُسکی تطبیق محدثین نے ابتک نہیں کی ہے حقیقت یہ ہے کہ جسقدر تحقیقات احادیث کی

تحقیق سنے کی ہے اور جسقدر مادہ احادیث پر عمل کرنے کا اسوقت موجود ہے اور جیسی آسانی اُس میں ہے اُسکا کچھ بیان نہیں ہوسکتا اگر کوئی شخص فقیہہ بننا چاہے تو جسقدر محنت اور دقت اُسکو ہوگی اتنی محنت اور دقت علم حدیث کے سیکھنے پر نہوگی پس تعجب ہے کہ ہدایہ اور مبسوط وغیرہ جنکا سمجھنا بغیر حصول منطق اور قواعد فلسفہ کے دشوار ہو آپ سمجھ سکیں اور روایات مختلفہ کو جمع کرکے مسائل فقہی کو نکال لیں اور پھر باوجود اختلاف مسائل فقہ کا رفع نہو بلکہ قطع نظر اس اختلاف کے جو چاروں مذہب میں ہے ہر مذہب میں صدہا مسائل اختلافی موجود ہوں اور صاف اور کھلی ہوئی حدیثوں کا سمجھنا آپکے نزدیک مشکل ہو اور اختلاف رفع کرنا اور اسپر عمل کرنا آپکے نزدیک محالات و ممتنعات سے ہو اور ساری حدیث کی کتابیں اور اُنکی شرحیں اور محدثین کی تحقیقاتیں عبث ہوں اسلیے کہ نہ اُن کو کوئی سمجھ سکتا ہے نہ اسپر عمل کرسکتا ہے پس حدیث کی کتابیں سوا اسکے کہ واسطے تبرک اور برکت کے [illegible] کسی فقہی مسئلے میں اُن پر رجوع [illegible] کے لیے آپ نے کچھ کام نہیں [illegible] خلاف اقوال فقہا کے کوئی مقلد حدیث [illegible] صادقین اگر آپ غور کریں اور اپنے [illegible] احادیث کی کیسی قدر دانی کی ہے [illegible] فرمایا ہے

[illegible]

اعلم ان اصول الفقه فرع لعلم اصول الدین واکثر التصانیف فی اصول الفقه لاهل الاعتزال المخالفین لنا فی الاصول واهل الحدیث المخالفین لنا فی الفروع ولا اعتماد علی تصانیفهم یعنی اکثر تصانیف اصول فقہ کی معتزلہ کی ہیں جو اصول میں ہمارے مختلف ہیں یا اہل حدیث کی ہیں جو فروع میں ہمارے مخالف ہیں اور اُن کی تصانیف پر کچھ اعتبار نہیں ہے پس مقلدین نے گویا اہل حدیث کا ایک فرقہ علٰحدہ تصور کیا اور اُنکی تصانیف کو اعتبار کے لائق نہ جانا پس نہایت افسوس کا مقام ہے کہ تقلید کیوجہ سے اہل حدیث دائرہ سنت سے خارج کر دے جائیں اور اُن کی تصنیفات پر صرف اسی قصور میں کہ وہ فقط حدیث پر یعنی پیغمبر صاحب کے قول کو مانتے ہیں اعتبار نہ کیا جاے میں حیران ہوں کہ اگر اہل حدیث ہی دائرہ سنت سے خارج ہوں تو پھر دوسرا کون ہے جو سنی ہو سکے سچ کہا ہے مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب نے اپنے ایک رسالے میں جو جواز میں اشارے کے لکھا ہے کہ بالجملہ بدلیل باطل کسی مخالفت پیغمبر خدا کردن و خلاف امام مذہب فتن و باوجود آن خود را سنی پنداشتن جز جہل و نادانی و تعصب نفسانی چیزے دیگر نباشد سنی آنکہ کار سنت کند و رفضی آنکہ ترک سنت کند۔

مقلد۔ پس تم بدعتی اور فاسق ہو بلکہ کافر جو تقلید کو واجب نہیں جانتے ہو تمہارے کفر کا فتوے لکھا جاویگا اور تمہارا لکھنا پڑھنا بند ہوگا تاکہ آیندہ پھر کوئی دین کو برباد نہ کرے اور مذہب میں فتنہ و فساد نہ کھڑا کرے۔ غیر مقلد۔

من از ان حسن روز افزون کہ یوسف داشت دانستم
کہ عشق از پردہ عصمت برون آرد زلیخا را

سنو ہم تو اُسی روز سے آپ کے کفر کے فتوے کے منتظر ہیں جب سے ہمنے قرآن اور

حدیث کو اپنا متمسک بنایا اور زید و عمرو کو چھوڑا اور پابندی رسم کی ترک کی حضرت خدا کے نزدیک کافر نہونا چاہیے وہ اگر ہمارے کفر کا فتویٰ دے تو البتہ ہمکو نقصان ہے ورنہ اگر دنیا کے سارے بندے ہمکو کافر کہیں اور خدا کے ساتھ ہمارا معاملہ بہت بہت ہو اور اسکے پیچھے اور اُسکے رسول کے پیچھے ہم کافر بنائے جاویں تو اس کفر پر ہمارے ہزار ایمان قربان اور ہزار اسلام تصدق ہیں اور یہ آپ کا فرمانا کہ اگر ہم ایسا نہ کریں تو دین برباد ہو جائے موجب صد ہزار حیرت ہے کہ حدیث پر عمل کرنے میں دین کی بربادی کیا ہوگی اگر آپکے نزدیک حدیث پر عمل کرنیسے دین برباد ہوگا تو وہ دین جسکا مدار سوائے قرآن و حدیث کے اور کسی پر ہو اُسکا برباد ہی ہونا بہتر۔

قول فیصل بہ نسبت تقلید و عمل بالحدیث کے

بعضوں کو یہ شبہہ ہوتا ہے کہ اگر تقلید چھوڑ دی جاوے تو حدیث پر کیونکر عمل کیا جاوے اور جو اختلاف احادیث میں ہے وہ کیونکر رفع کیا جاوے آخر تقلید چھوڑنے پر بھی ہمکو اجتہاد کرنا پڑیگا اور سارے جزئیات مسائل کا احادیث سے نکالنا ممکن نہوگا تو چار عمدہ اور اچھے اماموں کے مذہب کو چھوڑنا اور ایک نیا مذہب کھڑا کرنا نادانی ہے اسلیے یہ قول فیصل جو محققین علما لکھ گیے ہیں ہم بھی لکھتے ہیں۔

یہ امر خیال کرنا کہ منجملہ مذاہب اربعہ کے کسی مذہب کے مسائل پر عمل کرنا جائز نہیں ہے غلطی ہے بلکہ ہمارا قول صرف یہ ہے کہ تقلید کو واجب جاننا اور اسکی اس طرح پر پابندی کرنا کہ ایک امام کے مقلد کو دوسرے امام کے کسی مسئلے پر عمل کرنا یا اپنے امام کے کسی قول کو صریح مخالف

حدیث کے پاکر اُسکا ترک نہ کرنا کسی مسئلے میں اجتہاد کی طاقت رکھکر اجتہاد نکر سکنا غلطی ہی اور یہ
اگلے لوگوں کے طریق کے خلاف ہی بلکہ چاروں اماموں میں سے کسی کے قول کو ماننا یا اُنکے
استخراج کیے ہوے مسائل پر عمل کرنا نہایت ہی بہتر ہی اور آجکل تو نہایت ہی مناسب اور ضرو
ہی اور عامیوں کو تو سوائے اسکے کچھ چارہ نہیں لیکن چند شرائط سے۔

اوّل جائز ہونا اجتہاد کا اور ترک تقلید کا اگر کوئی شخص ایک مسئلے میں بھی اجتہاد کر سکے۔

دوسرے چھوڑ دینا کسی قول کا جبکہ کسی حدیث صحیح صریح سے مخالفت اُسکی ثابت ہو جائے
اور اُس حدیث کا نہ منسوخ ہونا پایہ ثبوت کو پہونچے۔

تیسرے نہ اعتقاد رکھنا اس امر کا کہ ایک امام کے مقلد کو دوسرے امام کے قول پر عمل
کرنا ناجائز ہے۔

چوتھے مقدم رکھنا احادیث اور اصول احادیث کو قیاس اور قواعد مقررہ اصولی پر۔

پس ان چاروں شرطوں کے ساتھ ہر شخص کو اختیار ہی کہ جس امام کے مذہب پر چاہیے
چلے اور جسکے قول کو معتبر اور اچھا جانے اُسکو اختیار کرے اور یہی مطلب ہمارا ہی اور یہ غرض ہماری
نہیں ہی کہ کسی امام اور کسی فقیہ اور کسی مولوی کے کسی قول کو نہ مانے اور ہر شخص عامی ہو یا خاص عالم
ہو یا جاہل وہ ہر مسئلے میں اپنا ہی اجتہاد کرے اور سارے جزئیات خود ہی کتاب و سنت سے نکالے۔

پس افسوس ہی اُن لوگوں پر کہ جو باوجود علم و فضل کے یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ چاروں مذہب
میں سے کسی مذہب کی پابندی ترک کرنی اور دوسرے امام کے مذہب پر عمل کرنا یا چاروں مذہب
کو چھوڑ کر حدیث پر عمل کرنا یا اجتہاد کرنا جائز ہی نہیں ہی اس لیے کہ حقیقت میں یہ قول ایک نیا

حکم شریعت کا ہی اور جسکا قائل اپنے آپ کو صاحب شریعت ہونیکا درپردہ دعوی کرتا ہی طحطاوی میں ایک بڑے فقیہ صاحب کمال کا قول لکھا ہے کہ المنتقل من مذهب الی مذهب باجتهاد وبرهان اثم یستوجب التعزیر فبلا اجتهاد وبرهان اولی اور اس سے ثابت ہوتا ہی کہ باوجود اجتہاد و برہان کے ایک مذہب کا چھوڑنا اور دوسرے مذہب کا اختیار کرنا جائز نہیں ہی بلکہ گنہگار ہی اور ایسا کرنیوالا واجب التعذیر مگر افسوس ہی کہ اس قول کے کہنے والے نے یہ خیال نکیا کہ وہ خدا ے تعالی کو قیامت کے دن کیا جواب دیگا اور اپنی طرف سے فہرست میں گناہوں کی ایک گناہ بڑہا دینے پر کیا دلیل پیش کریگا سچ یہ ہی کہ اگر ایسی ایسی باتیں یہ لوگ نہ لکھجاتے اور ان دہمکیوں سے جاہلوں کو نہ ڈراتے تو تقلید کا ایسا زور شور کیونکر ہوتا اور حدیث پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنا پر عمل کرنا کیونکر چھوٹتا وما سعادۃ الدارین الا بالاعتصام بہ۔

ان لم یکن فی معادی اخذ بیدی فضلا والا فضل یازلۃ القدم

میں اب اس مضمون کو ختم کرتا ہوں اور اسی بحث کے متعلق میں اور کچھ لکھونگا اور اُن اقوال کو جو مقلدین تقلید کی نسبت بیان کیا کرتے ہیں مفصل لکھکر اُسکا جواب دونگا اور جو کچھ شرح سفر السعادۃ اور تفسیر احمدی وغیرہ میں لکھا ہی اُسکو بجنسہ نقل کرکے اُس جواب سے سب کو آگاہ کرونگا جو محدثین اور مجتہدین نے بہ نسبت اُسکے دیا ہی اور علاوہ اُسکے سارے شبہات اور اعتراضات کو مقلدین کے نہایت خوبی سے بیان کرکے اُسکی بُرائی بھلائی کو ظاہر کرونگا افسوس ہی کہ مضمون بڑا اور رسالہ چھوٹا کیونکر جو کچھ دل میں ہی اُسے لکھوں مگر خیر اتنا اسپر ختم کرتا ہوں اور جو رہگیا ہی اُسے

دوسرے رسالہ میں لکھونگا۔

مجھے اپنے بھائیوں سے امید ہی کہ دیکھتے ہی خفا نہو جائیں اور ہر فقرے پر گالی دینا اور بُرا کہنا شروع نہ کریں بلکہ اول ذرا دل کو ٹھنڈا کریں اور غور سے دیکھیں اور پھر انصاف کریں اسلیے کہ یہ جو کچھ لکھا گیا وہ صرف مجتہدین و محققین کے اقوال کی نقل کی ہی نہ فقط کاتب کی رائے اور وہ اقوال بھی محدود نہیں اور جو کچھ لکھے گئے اُسی پر ختم نہیں بلکہ صرف بطور نمونے کے ہیں اور مثل اُسکے صدہا قول بڑے بڑے محققوں کے اُسکی تائید میں ہیں اگر صرف ہماری ہی راے ہوتی تو ہم مستحق عتاب اور قابل ملامت کے تھے جبکہ ہم نقل کرنے والے اور جمع کر دینے والے اُنکے قولونکے ہیں تو حضرت جو کچھ ارشاد فرماوینگے اول بزرگوں کی ارواح پر اُسکا اثر ہوگا پیچھے ہمارے اوپر اور ہم تو اپنی عزت اسی میں سمجھتے ہیں کہ خدا اور اُسکے رسول کے پیچھے لوگ ہمسے دشمنی رکھیں اور ہمکو عامل بالحدیث کے سبب سے کافر کہیں اور ہم بھی اپنے سچے خدا اور سچے رسول سے مضمون اس مصرع کا ع عالم تمام دشمن جاں شد برای تو ٭ عرض کریں اے بھائیو ان سب باتوں کو غور سے دیکھو اور انصاف کرو تلک آیات اللہ نتلوھا علیک بالحق فبای حدیث بعد اللہ وآیاتہ یومنون ٥

تمام شد